اسوقت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ راہ پاکر ملازمت مین حاضر ہوا اور آنحضرت اُسی دن احمد آباد مین داخل ہوے اور مہمات گجرات کو پھر خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے جانب رجوع کرکے اجمیر کے راستہ سے باستعجال تمام دار الخلافت کیطرف متوجہ ہوے اور جب قریب پہونچے مع جمیع مردم کہ ہمراہ تھے برچھی ہاتھ مین لیکر بلدۂ آگرہ مین داخل ہوے اور سنہ مذکورہ مین داؤد بن سلیمان افغان کرانی کہ بنگالہ کو تصرف مین رکھتا تھا اطاعت سے منحرف ہوا اور منعم خان المخاطب بخانخانان فرمان کے موافق اُسکے مقابل گیا اور چند معرکون کے بعد اُنکے درمیان مین صلح واقع ہوئی بادشاہ نے صلح قبول نفرمائی راجہ ٹوڈرمل کو صاحب اہتمام بنگالہ کرکے منعم خان کے پاس بھیجا کہ داؤد بن سلیمان افغان کرانی کو مستاصل باخراج گذارکرین داؤد بن سلیمان نے جو لودی نام افغان کو غنیم خانگی بہم پہونچایا تھا ناچار گردن حلقہ باج وخراج مین ڈالایا اور لودی نام افغان کو حسن سلوک اور تدبیر سے دستیاب کرکے قتل کیا اور قوت پکڑکے عہد توڑا اور آب سون کے کنارے آنکر اُس مقام مین کہ آب سون اور گنگ آپس مین ملحق ہوے ہوے آپ پر منعم خان خانخانان سے جنگ کی اور چند کشتی تاخت کرکے منہزم ہوا اور جا سے عدد دست مین گیا اور منعم خان خانخانان نے آب سون سے عبور کرکے پٹنہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور عرش آشیانی نے جب دیکھا کہ میرے بغیر توجہ وہ قلعہ فتح نہوگا خود مع جمیع شاہزادگان اور امرا ہزار کشتیون پر سوار ہوکر دریا نشستین رنگ برنگ کشتیون پر ڈالکر عین باران مین اُسطرف متوجہ ہوے چنانچہ قلعہ جنار کے مقابل بعض کشتیان گرداب ہائل مین پہونچکر خیر وسلامتی سے پار آئین اور پھر خطۂ بنارس مین نزول فرمایا جو افواج کہ خشکی کے راستہ سے روانہ ہوئی تھی وہ بھی آن پہونچی اور شاہزادہائے عالی تبار اور حرم کو جونپور بھیجکر خود پٹنہ کیطرف عازم ہوے اور اُسوقت کبیر خان کہ قلعہ بھکر کے تسخیر کو گیا تھا اُسنے فتحنامہ بھکر کا درگاہ مین ارسال کیا بادشاہ اُسے فال نیک سمجھکر دریا کی راہ سے عقب حوالی پٹنہ مین پہونچے معلوم ہوا کہ عیسی خان نیازی جو افغانون کے سرداران معتبر سے تھا قلعہ سے نکلکر منعم خان المخاطب بخانخانان کے جنگ مین مارا گیا اور جو لوگ کہ قلعہ مین ہین بھاگنے کی فکر مین ہین بادشاہ نے خان اعظم کو تین ہزار سوار سے قلعہ حاجی پور کی فتح کیواسطے مقرر کیا اور اُسنے وہان پہونچکر قلعہ کو فتح خان کے قبضہ سے برآوردہ کیا اور داؤد بن سلیمان افغان اس خبر سے ہراسان اور مخوف ہوا ایلچیون کو درگاہ مین بھیجکر طلب عفو جرائم کی بادشاہ نے فرمایا کہ بعد حصول نقد ملازمت تیری تقصیرین معاف ہونگی اور اگر تو حاضر نہوگا باوجود اسکے ہمارے پاس تجھ ایسے ہزار نوکر ہین تنہا تیرا مقابلہ کرونگا جو مظفر یاب ہو اُسکا قلعہ ہووے داؤد سلیمان اس جواب سے زیادہ سراسیمہ ہوا شب کو گڑھی کے دروازہ سے کشتی مین بیٹھکر بنگالہ کے سمت گیا عرش آشیانی نے صبح کو فیلون کے لانے کیواسطے چھبیس کوس راہ طے کی اور چارسو فیل لیکر معاودت کی اور پٹنہ کا ضبط اور مہمات کا اہتمام منعم خان خانخانان کیطرف رجوع کیا پھر مسرور اور محظوظ ہوکر دار السلطنت آگرہ مین مراجعت فرمائی خان اعظم میرزا عزیز کوکہ گجرات سے اور خان جہان لاہور سے مبارکبادی کیواسطے آئے اور تہنیت کے بعد اپنے محال مین بازگشت کی اُسوقت بادشاہ نے خواجہ مظفر علی ترمذی کو جو نوکران بیرم خان ترکمان سے تھا مظفر خانی خطاب دیکر قلعہ رہتاس اور بنگالہ کے فتح کے واسطے بہار مین نامزد کیا اور خود اجمیر مین تشریف لیگئے اور دو لاکھ کے قریب نقد وجنس خادمان حظیرۂ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ اور سید حسن خنگ سوار اور مستحقین کو پہونچا کر آگرہ مین آئے اور خواجہ مظفر علی المخاطب بہ مظفر خان جو عازم بنگالہ ہوا تھا جب قلعہ گڑھی مین کہ بنگالہ کا دروازہ ہے پہونچا داؤد بن سلیمان تاب اُسکے مقاومت کی نلایا اوڈیسہ کی طرف بھاگا اور راجہ ٹوڈرمل اور بھی دیگر امرا اوڈیسہ کیطرف روانہ ہوے جنید پسر داؤد بن سلیمان نے دو مرتبہ انھین شکست دی آخر خواجہ مظفر علی المخاطب بہ مظفر خان اوڈیسہ میں آیا اور داؤد بن سلیمان [illegible] کی نیابت والی اور

گوجر نام افغان کہ شجاعت مین ضرب المثل تھا اور داؤد بن سلیمان کی ہراولی اُسکے متعلق تھی خواجہ مظفر علی کی ہراول پر
کہ خانعالم تھا حملہ کیا اور ہراول کی فوج کو درہم برہم کرکے خانعالم کو مقتول کیا اور ایک جماعت کہ قول اور ہراول کے درمیان
قائم تھی وہ بھی اُنکے صدمہ سے متفرق اور پریشان ہوکر قول مین پناہ لائی اور قول کی بھی باعث تفرقہ ہوئی اور خواجہ مظفر علی
المخاطب بہ مظفر خان کہ تھوڑے آدمیون سے رہا تھا گوجر کے مقابل ہوا بحسب اتفاق گوجر نے دو چار کو مقتول کرکے اُسے
بھی مجروح کیا خواجہ مظفر علی جنگ کرتا ہوا معرکہ سے باہر ایستادہ ہوا اور جب مردمان لشکر متفرق ہوکر اُسکے پاس فراہم ہوئے
پھر وہ گوجر کیطرف متوجہ ہوا اور عین حرب مین ایک تیر گوجر کے ایسا کاری لگا کہ جانبر نہوا اور داؤد بن سلیمان بیدل ہوکر
بھاگا اور غنیم کے ہاتھی سب گرفتار ہوے پھر راجہ ٹوڈرمل اور امراے بادشاہی نے تعاقب کیا داؤد بن سلیمان جب
دریاے چین کے اطراف مین پہونچا اور راہ گریز مسدود ہوئی ناچار اپنے اہل و عیال کو قلعہ مین چھوڑکر کفن گردن مین
ڈالکر بقصد جنگ پلٹ آیا راجہ ٹوڈرمل نے حقیقت احوال خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان سے ظاہر کی اور وہ باوجود جراحات اور
زخمونکے خود وہان گیا جب داؤد بن سلیمان ملاقات کیواسطے آیا پٹکا اور خنجر اور شمشیر مرصع اور جواہر بہتی اُسکو دیا اور اڑیسہ اور
کٹک اور بنارس اُسکے سپرد کرکے پلٹ گیا اور سنوات سابق یعنے عہد محمد بختیار خلجی سے شیر شاہ کے زمانہ تک بلدہ گور شاہان
بنگالہ کا پاے تخت تھا لیکن وہان کی ناسازی آب و ہوا کے سبب مردم غیر بومی افغانون نے خواص پور ٹانڈہ کو احداث
کرکے نشیمن گاہ حکام کیا تھا خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان گور کی تعمیر کی فکر مین پڑا اور وہان جاکر اُس شہر کو از سر نو تعمیر
کرکے اپنا نشیمن کیا چنانچہ اُسی عرصہ مین آب و ہوا کے اختلاف سے بیمار ہوا اور رجب کی اُنیسوین تاریخ سنہ ۹۸۳ نو سو تراسی
ہجری مین نقد حیات مستعار قابض ارواح کے سپرد کی اور بادشاہ نے حسین قلیخان ترکمان کو خطاب خانجہانی دیکر بنگالہ کی
حکومت پر معین کیا اور اُس عرصہ مین سلیمان میرزا والی بدخشان اپنے پوتے شاہرخ میرزا کی مخالفت سے جلا وطن ہوکر
درگاہ کیطرف متوجہ ہوا اور بلدۂ فتحپور سیکری مین بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور چند روز کے بعد حج کی رخصت
لیکر مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہوا اور خانۂ خدا کی زیارت سے مشرف ہوکر اُسی راستہ سے بدخشان گیا اور دوبارہ وہانکی حکومت
اور امارت پر فائز ہوکر اپنے منزل مقصود کو پہونچا اور انھین دنون مین ارباب عرض نے عرض اقدس مین پہونچایا کہ خان اعظم
میرزا عزیز کوکہ مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے فرمان طلب اُسکے نام صادر ہوا اور وہ کہ اس تہمت سے بری تھا بے توقف درگاہ
مین آیا اور چند روز قید خانہ کی محنت اور صعوبت کھینچی اور شہاب الدین احمد خان نیشاپوری گجرات کی حکومت پر فائز ہوا
اور اُس سال بادشاہ نے اجمیر کیطرف جاکر زیارت کی اور حافظ حقیقی کی ضمانت سے بخیر و سعادت معاودت کی اور ابھی
حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان مطلب کو نہ پہونچا تھا کہ داؤد بن سلیمان افغان باتفاق افغانان بہار و بنگالہ
خواص پور ٹانڈہ کا عازم ہوا اور امرا طاقت توقف کی نہ لائے مع جماعت ہاے خواص پور ٹانڈہ سے باہر آئے اور
داؤد بن سلیمان افغان خواص پور ٹانڈہ اور اُس حدود پر متصرف ہوا قریب پچاس ہزار افغان کے اُسکے پاس فراہم ہوے
حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان جمیع امراے بادشاہی کو یکجا کرکے گڑھی کا عازم ہوا اور حملہ اول مین اُس قلعہ
کو مفتوح کیا اور قریب ڈیڑھ ہزار افغان کے اُس معرکہ مین قتل کرکے اُس موضع کیطرف کہ مسکن داؤد بن سلیمان افغان
کا تھا متوجہ ہوا اور خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان مع لشکر بہار و ترہت و حاجی پور وغیرہ ساتھ اُسکے ملحق ہوے اور پنجشنبہ
کے دن پندرھوین ربیع الثانی سنہ مذکورہ مین بآراستگی سپاہ قیام کیا اور داؤد بن سلیمان نے بھی پچاس ہزار

افغان کہ اطراف وجوانب سے اسکی کمک کو آئے تھے صفوف حرب آراستہ کرکے اپنے مقابل والون سے مقابلہ کیا اول
کالاپہاڑ کہ امراے داؤد بن سلیمان سے تھا جرانغار حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان پر تاخت لایا اور اسکے لشکر کو
متفرق اور پریشان کیا اور خواجہ مظفر علی المخاطب مظفرخان داؤد بن سلیمان کے برانغار یعنے صف میمنہ پر حملہ آور ہوا
اور اسکی جمعیت کو پسپا کیا اس درمیان مین خانجہان داؤد بن سلیمان قول یعنے فوج میش پر تاخت لایا طرفین سے
جنگ صعب وقوع مین آئی اُسکے بعد خلق بیشمار فریقین سے مقتول ہوئی میدان مین کشتون کے پشتے ظاہر آئے نسیم فتح
لشکر بادشاہی کے پرچم پر چلی داؤد بن سلیمان کا پاے فرار جگہ سے ہلگیا راہ فرار نپائی بہادرون نے اسکا پیچھا کرکے دستگیر کیا
اور خانجہان کے پاس زندہ حاضر لائے اور اسکے فرمانے سے اسکو قتل کیا اور جنید بن داؤد بن سلیمان مجروح ہوکر معرکہ سے
نکل گیا تھا تین دن کے بعد مرگیا اور خانجہان جسقدر ممالک بنگالہ سے کہ افغانونکے تصرف مین تھے اپنے قبضہ مین لائے
تمام ہاتھی افغانونکے جو دستیاب ہوے تھے مع دیگر غنائم بادشاہ کی خدمت مین بھیجا اور مظفر خان پٹنہ مین جاکر سنہ ۹۸۴ھ
نوسو چوراسی ہجری مین قلعہ رہتاس کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور محمد معصوم خان کو اثناے راہ سے حسین خان افغان کے
تدارک کو کہ اُس نواح مین تھا بھیجا محمد معصوم خان حسین خان افغان کو منہزم اور پریشان کرکے پرگنہ مین کہ جاگیر اُسکی
تھی فروکش ہوا اور کالاپہاڑ نے مع سات سو یا آٹھ سو سوار کے کہ نواحی رہتاس مین تھے معصوم خان کے سر آنکر محاصرہ کیا
اور محمد معصوم خان حین توجہ مین عقب دیوار قلعہ کو شگاف کرکے باہر آیا اور کالاپہاڑ کا سامنا کرکے جنگ مین مشغول ہوا
اور ایک فیل ایاز نام جو کالاپہاڑ کا فیل جنگی تھا اخرطوم سے محمد معصوم خان کے گھوڑے کو زیر کرکے پیادہ کیا اس درمیان مین
جوانان تیرانداز نے تیر کی ضرب سے فیلوانکو ہلاک کیا اور اُس فیل بےفیلبان اور بدمست نے بحسب اتفاق اپنے جملہ فوج پر حملہ
کرکے بہت سے افغان سوار اور پیادہ کو پامال کیا اس سبب سے شکست پٹھانون پر پڑی اور کالاپہاڑ مارا گیا اور فیل ایاز بھی
گرفتار ہوا مظفرخان قلعہ رہتاس مین گیا اور اُس سال شہباز خان کنبو نے قلعۂ سوانہ کو کہ راجہ چندرسین مالدیو سے تعلق رکھتا تھا لیکر
راجہ گجپتی نے دفع کیواسطے کہ جو بنگالہ اور بہار کے سر راہ پیدا قابض ہوکر مامور ہوا راجہ کو ایک جنگل صعب مین زیر کرکے قلعہ شیرگڈھ کو جو
راجہ گجپتی کے بیٹے کے قبضہ مین تھا مفتوح کیا اور جب فتح قلعۂ رہتاس نے ساتھ اُسکے رجوع کی وہان جاکر محاصرہ کیا
اور مظفرخان نے اُس نواح کے پٹھانونکے دفع کیواسطے توجہ کی اس صورت مین جو پٹھان قلعہ مین متحصن تھے طول مدت محاصرہ
سے عاجز آئے اور امان طلب کرکے قلعہ کو سپرد کیا اور شہباز خان کنبو اُس قلعہ کو اپنے بھائیون کے سپرد کرکے درگاہ مین گیا اور
اُس بادشاہ نے اجمیر کیطرف جاکر شہباز خان کنبو کو قلعہ کمل میر کے تسخیر کیواسطے کہ تصرف مین لانا کے تھا تعین کیا اور اُسنے
جاکر قلعہ مذکور کو سہل ترین وجہ سے قبضۂ تصرف مین لایا اور بادشاہ اجمیر سے کوہستان بانسوالہ اور سندہ مین داخل ہوے
اور شکار کرتے ہوے دکن کی سرحد تک گئے جو مرتضی نظام شاہ بحری والی احمدنگر دیوانہ ہوکر پردہ نشین ہوا تھا اُسکی ولایت کی
تسخیر کا داعیہ کیا لیکن بعضے امور کے مانع ہونے سے فتحپور سیکری کیطرف متوجہ ہوے اور سنہ ۹۸۵ھ نوسو پچاسی ہجری مین پھر
عرش آشیانی نے اجمیر کیطرف توجہ فرمائی اور عادت کے موافق ایک کوس کی مسافت سے پیادہ ہوکر خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے
روضہ منورہ مین داخل ہوے اور زیارت کی اُس مقام مین مظفرخان ملازمت کیواسطے حاضر ہوا اور منصب وزارت پاکر
استقبال تمام پہونچایا اور بادشاہ نے وہان سے دہلی کیطرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور کابل کیطرف متوجہ ہوے اور آندنون مین
ستارہ ذوذنب مغرب کیطرف ظاہر ہوا اور بادشاہ جب اجودھن مین پہونچے زیارت شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کی کرکے کابل کی روانگی کی

عزیمت رکھتے تھے لیکن جو وقت مقتضی نہ تھا فسخ عزیمت کرکے سایہ وصول فتحپور سیکری پر ڈالا اور اُس سال مسجد جامع فتحپور سیکری کہ ۹۸۱ نوسو اکاسی ہجری مین بنا کی تھی تیار ہوئی اور ۹۸۶ ہجری مین والی خاندیس نے مظفر حسین میرزا ولد ابراہیم حسین میرزا کو کہ اُسکے پاس آیا تھا فرمان والاشان کے موافق مقید کرکے مع اُسکی والدہ کو درگاہ مین بھیجا اور بادشاہ بمقام عنایت مین ہوکر اپنی بیٹی شاہزادہ خانم کو اُسکے عقد مین درلائے اور اُس سال حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان کہ امرائے پنجہزاری سے تھا بنگالہ مین قضائے الٰہی سے فوت ہوا اور ۹۸۷ نوسو ستاسی ہجری مین فتحپور سیکری کے فراش خانہ خاص مین آگ لگی خیمہ اور سراپردہ مخمل اور زربفت وغیرہ اور قالینہائے زربفت اور بھی قماش اسقدر کہ حساب مین نسماوے جلا اور سنہ مذکورہ مین عرش آشیانی اجمیر کیطرف تشریف لیگئے اور وہان سے فتحپور سیکری کیطرف معاودت کی اور بعد فوت حسین قلیخان ترکمان جب افغانون نے بنگالہ اور بہار مین توت پکڑی وربلے فتنہ اور فساد ہوئے عرش آشیانی نے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو مع امرائے عمدہ اُسطرف روانہ فرمایا اور محمد حکیم میرزا فرصت پاکر لشکر خان مقدم پنجاب کے بہکانے سے لاہور کی تسخیر کا عازم ہوا پہلے شادمان کوکہ اپنے کو مع ہزار سوار بطور ہراولی پیشتر بھیجا اور کنور مانسنگہ راجپوت نے جو امرائے پنجاب سے تھا جسدم کہ شادمان کوکہ نے نیلاب سے عبور کیا اُسکے مقابلہ کیواسطے پیش قدمی کی اور وقوع حرب کے بعد اُسکو منہزم کیا اور اکثر لوگ اُسکے مقتول ہوئے اور کچھ پانی مین ڈوب گئے اور جسوقت کہ محمد حکیم میرزا نواحی رہتاس واقع پنجاب مین پہونچا کنور مانسنگہ نے آپکو سید یوسف خان مشہدی کے سر پر جو اُس قلعہ کا والی تھا پہونچایا اور چند روز کے بعد لاہور مین آیا اور جب یوسف خان مشہدی نے اعلام مدافعہ برپا کیے اور ساتھ حکیم محمد میرزا کے متفق نہوا اسواسطے میرزا نے عنان کران عزیمت لاہور کیطرف معطوف رکھی اور محرم کی گیارھوین تاریخ ۹۸۹ نوسو نواسی ہجری مین لاہور کو محاصرہ کیا اور سعید خان اور راجہ بھگوانداس اور کنور مانسنگہ قلعہ مین متحصن ہوئے عرش آشیانی باوجود خلل بنگالہ اور بہار کے کابل کی طرف متوجہ ہوئے اور محمد حکیم میرزا افغانونکے عصیان کے سبب سے آنحضرت کی پنجاب کی تشریف آوری کا گمان نرکھتا تھا بمجرد سُننے اس خبر کے برق و باد کے مانند پیشدستی کرکے کابل مین گیا اور بادشاہ جسوقت سرہند کے حوالی مین پہونچے اور یہ معلوم ہوا کہ شاہ منصور شیرازی ساتھ حکیم محمد میرزا کے ابواب مراسلات مفتوح رکھتا تھا اسواسطے اُسکو دار پر کھینچا اور جب لوائے زرنگار کابل کیطرف متوجہ ہوکر نواح رہتاس مین پہونچے یوسف خان مشہدی نے شرف بساط بوسی سے سرفرازی پائی اور پانی کی طغیان کے سبب سے جو پل کا باندھنا دشوار تھا بادشاہ نے مع شاہزادہائے والاتبار نیلاب سے عبور کیا اس سبب سے محمد حکیم میرزا کے گماشتے کہ غنیشاپور اور اُس حدود مین تھے بھاگ گئے اور جب موکب منصور جلال آباد مین پہونچا شاہزادہ عالمیان نے سلطان سلیم کو وہان چھوڑا اور شاہزادہ مراد کو مقدمہ کرکے باہستگی پیشتر کابل روانہ ہوا جسدم شاہزادہ شترگردان مین کابل سے پندرہ کوس ادھر ہے پہونچا فریدون خان مع سات سو جوان بہادر مفرری کے محمد حکیم میرزا نے شاہزادہ کی اردو پر تاخت لایا اور غنیمت بیشمار لے گیا اور محمد حکیم میرزا ماہ صفر کی دوسری تاریخ سنہ مذکور مین افواج آراستہ کرکے شہزادہ کے مقابل صف آرا ہوا اور کنور مانسنگہ اور ترک خان اتکہ فیلون کو پیش کرکے میرزا کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور تزنبورکین کہ فیلون پر تھین ایکبارگی سرکین القصہ زنبورک کی گولی ایک آدمی کے جو میرزا کے قریب ایستادہ تھا اُسکے سینہ مین لگکر پشت سے برآمد ہوئی اور تین آدمی اور کے بھی گذر کے انکا کام تمام کیا

اور میرزا دو حال معائنہ کر کے معرکہ سے روگردان ہوا اور تعاقب کیوقت اُسکے بہت مردم نامی مقتول ہوے اور بادشاہ نے
منزل سرخاب مین فتح کی خبر سماعت فرمائی ساتوین ماہ مذکور کو کابل مین تشریف لائے اور جو محمد حکیم میرزا غوربند کی طرف
مفرور ہوا تھا بادشاہ نے کسی کو نہ ستایا اس سبب سے کہ محمد حکیم میرزا ایلچی بھیجکر عذر خواہ ہوا بادشاہ نے گناہ اُسکے معاف
فرمائے اور اہل کابل کو مورد انعام اور مصدر احسان کیا اور اُس مہینے کی چودھوین تاریخ کو مراجعت کی اور جب نیلاب سے
بخیر و سعادت عبور کیا اُس حدود کے انتظام کیواسطے ایک قلعہ گچ اور سنگ سے بنانیکا حکم دیا اور اُسکا نام اٹک رکھا کسواسطے
مذہب کفار مین اٹک سے عبور منع ہے اور اٹک جی لغت ہندی مین یعنے منع ہے اور عرش آشیانی ماہ رمضان المبارک کی
انتیسوین تاریخ کو لاہور مین رونق افزا ہوے اور وہان کی حکومت راجہ بھگوانداس کو عنایت فرمائی اور چند روز کے بعد فتحپور سیکری
کیطرف سوار ہوے کسواسطے فتحپور سیکری اُندنون مین مستقر سریر بادشاہی ہوا تھا وہان نزول اجلال و حلول اقبال فرمایا اور شہباز خان
کنبو کو کسی امر کیواسطے مقید کیا تھا ماہ رمضان المبارک سنہ ۹۹۰ نوسو نوے ہجری مین قید سے رہا کر کے لشکر بنگالہ کی کمک کے
واسطے بھیجا اور اُس عرصہ مین عرش آشیانی کو بیماری تپ و اسہال کی لاحق ہوئی چونکہ آنحضرت بھی بطریق ہمایون بادشاہ افیون
کے استعمال کی عادت رکھتے تھے اعیان حضرت مضطرب اور متفکر ہوے لیکن شافی مطلق کے فضل سے شفاے عاجل حاصل
ہوئی اور زر خطیر تصدق فرمایا اور ماہ محرم سنہ ۹۹۱ نوسو اکانوے ہجری مین خان اعظم میرزا کوکہ جو بنگالہ مین نامزد تھا درگاہ مین آیا اور بعضے
مطالب ضروریہ عرض کر کے پھر وہان گیا اور شہر شوال سنہ مذکور مین عرش آشیانی جو سے پراگ کہ مابین گنگا و جمنا کے ہے
تشریف لائے بنانے قلعہ اور عمارات شہر الہ آباد کہ ساخته الہ آباس کے مشہور ہے حکم فرمایا اور جیسا کہ مذکور ہوا سلطان مظفر
گجراتی جب اظہار اخلاص کر کے سب گجراتیون سے پیشتر ملازمت کیواسطے حاضر ہوا جاگیر خوب سے نوازش پائی اور مدت مدید
خدمت مین موجود رہا اور آخر کو گجرات کیطرف بھاگا اور اُسوقت کہ بادشاہ الہ آباس مین تشریف رکھتے تھے باتفاق شیر خان
گجراتی خروج کر کے مصدر آشوب ہوا اور بادشاہ نے اعتماد خان گجراتی کو کہ محل اعتماد ہوا تھا حکومت گجرات کیواسطے
بھیجا شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کو کہ حاکم احمد آباد تھا حضور مین طلب کیا اور بعد پہونچنے اعتماد خان کے
شہاب الدین احمد خان احمد آباد سے برآمد ہوا چند روز سامان کیواسطے پٹن مین توقف کیا اور سپاہی اُسکے کہ اکثر عیال
و اطفال ہمراہ رکھتے تھے صعوبت سفر کی تاب نلاکر مظفر شاہ گجراتی کے پاس گئے مظفر شاہ گجراتی جمعیت عظیم بہم پہونچا کر
احمد آباد کیطرف متوجہ ہوا اعتماد خان شہر کو اپنے آدمیون کے سپرد کر کے پٹن مین شہاب الدین احمد خان کے پاس آیا اور مظفر خان
گجراتی زور لاکر احمد آباد پر متصرف ہوا اور اعتماد خان بمبالغہ تمام شہاب الدین احمد خان کو ہمراہ لیکر احمد آباد کی سمت متوجہ ہوا
مظفر خان گجراتی شہر سے برآمد ہو کر جنگ مین مصروف ہوا اور اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان کو شکست دیکر
مظفر کیا اور اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان منہزم ہو کر پٹن کیطرف راہی ہوے اور عریضہ مشتمل کیفیت احوال
مرسول درگاہ کیا عرش آشیانی نے میرزا عبدالرحیم ولد بیرم خان ترکمان کو کہ میرزا خان مشہور تھا مع امراے جاگیردار اجمیر کے
اُس فساد کے دفع کیواسطے تعین کیا لیکن ابھی میرزا عبدالرحیم وہان نہ پہونچے تھے کہ مظفر شاہ گجراتی قطب الدین خان اتکہ جاگیردار
بھروچ کو قلعہ برودہ مین محاصرہ کر کے غالب آیا اور قطب الدین خان کو قتل کر کے چودہ لاکھ روپیہ بادشاہی کہ قلعہ برودہ مین
جمع تھا مع اموال قطب الدین خان کہ دس کروڑ سے متجاوز تھا متصرف ہوا اور احمد آباد مین آکر جمع لانے خیل و حشم مین کوشش
کی میرزا عبدالرحیم المشہور بمیرزا خان جب پٹن گجرات مین پہونچا شہاب الدین احمد خان اور بھی دیگر امراے متفرق کو جمع کر کے

مع آٹھ ہزار سوار **بیت** رمح ہر یک شہاب جبہ گسل ٭ تیغ ہر یک درفش خارا گذار ٭ لیکر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا
جب موضع سرکہج مین کہ تین کوس شہر سے ہی پہونچا مظفر شاہ گجراتی نے محرم کی سولہوین تاریخ ۹۹۲ھ نو سو بانوے ہجری مین
باتفاق زمینداران وگجراتیان مع تیس ہزار سوار مغل اور راجپوت کے مقابل آنکر صفوف جنگ آراستہ کین اور مبارزان
طرفین اور بہادران جانبین صرصر تند کیطرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوے اور بعنان سبک رکاب کو گران کرکے تیر
ونیزہ وتبر اور تیغ وشمشیر وخنجر سے داد مردی ومردانگی دی **نظم** دو لشکر تیغ وپیکان تیز کردند ٭ بلاے بیدریغ انگیز کردند ٭
در دوده واس تیغ از سر فشانی ٭ ز ہر سو گشت زار زندگانی ٭ اجل تا بر سر شخصے رسیدہ ٭ ز شخص او نشانی هم ندیدہ ٭
اس گیرودار مین کہ طرفین سے ایک جماعت کثیر مقتول ہوئی تھی ہماے فتح نے سایہ میرزا عبدالرحیم عرف میرزا جان کے سر پر ڈالا
اور مظفر خان گجراتی مقہور ہوا اور بھاگ کر احمد آباد مین دم لیا اور چونکہ میرزا عبدالرحیم اُسکے تعاقب مین سرگرم تھا شہر مین
داخل ہوا اور مظفر شاہ گجراتی دوسری طرف بھاگ گیا اور جب قلیچ خان ہمراہ امراے مالوہ پیچھے سے پہونچا میرزا عبدالرحیم
باتفاق اُنکے مظفر شاہ گجراتی کے تعاقب مین کھنبایت کی طرف روانہ ہوا اور اُسنے بھاگ کر کوہستان نادوت
مین پناہ لی اور جنگ پر مستعد ہوا اور جب گولہ عبدالرحیم کی توپ کا مظفر شاہ گجراتی کے غول پر پہونچا اور چند شخص
ضائع ہوے پاے ثبات متزلزل کرکے جوناگڑھ مین جام کے پاس پناہ لیگیا اور میرزا عبدالرحیم نے قلیچ خان کو قلعہ بھروچ
کے محاصرہ کو بھیجا اور خود احمد آباد مین آیا اور نصیر خان مظفر شاہ کا سالا کہ قلعہ بھروچ کا حاکم تھا سات مہینے قلعہ مین قلعہ بند
ہوکر آخر کو دکن کیطرف بھاگا اور قلعہ قلیچ خان کے تصرف مین آیا اور مظفر شاہ دوبارہ جام اور امین خان حاکم جوناگڑھ کی
اعانت سے جمعیت کرکے اُس مقام مین کہ احمد آباد سے ساٹھ کوس پرے آیا اور جب میرزا عبدالرحیم شہر سے برآمد ہوکر اُسطرف
متوجہ ہوا مظفر شاہ سراسیمہ ہوکر جنگل کی سمت بھاگا اور چند روز کے بعد باتفاق سہیل اور کولی اور گراسی جنگل سے برآمد ہوا اور
ایک مقام مین لشکر بادشاہی کے مقابل آنکر مقاتلہ مین مشغول ہوا اور شکست پاکر راے سنگھ راجہ جلوارہ کے پاس پناہ لیگیا
اور میرزا عبدالرحیم پانچ مہینے کے بعد فرمان قضا جریان کے بموجب درگاہ کیطرف روانہ ہوا اور چو مظفر شاہ کو شکست دیکر
نام پیدا کیا تھا خطاب خانخانان سے مخاطب ہوا اور پھر حکم کے موافق گجرات مین آیا اور اُس سال برہان نظام شاہ بحری ولد
حسین شاہ بحری اپنے بھائی مرتضیٰ نظام شاہ بحری سے بھاگ کر درگاہ مین آیا اور سلک ملازمون مین منظم ہوا اور شاہ فتح اللہ شیرازی
کہ علامۂ عصر تھا وہ بھی دکن سے آیا اور بادشاہ کے تقرب مین اختصاص پایا اور ۹۹۳ھ نو سو ترانوے ہجری مین سید مرتضیٰ
سبزواری اور خداوند خان حبشی نے صلابت خان ترک سے شکست پاکر درگاہ جہاں پناہ مین آکر پناہ لی اور بادشاہ کہ ہمیشہ تسخیر
دکن کی فکر مین تھا اُس جماعت کو خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے پاس کہ مالوہ کا حاکم تھا بھیجکر حکم تسخیر دکن کا نافذ فرمایا اور
شاہ فتح اللہ شیرازی کو عضد الدولہ خطاب فرما کر مہام دکن کے سرانجام کیواسطے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے پاس
مالوہ مین روانہ کیا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ مالوہ کی سرحد مین آیا اور جب راجہ علیخان فاروقی حاکم خاندیس کو دکھنیون
کی طرف مائل دیکھا شاہ فتح اللہ شیرازی کو اُسکی نصیحت کیواسطے بھیجا لیکن اُسکا ارشاد اُسکے دل مین اثر پذیر ہوا
بلٹ آیا اور امراے مرتضیٰ نظام شاہ بحری اور میرزا محمد تقی نظیری اور بہزاد الملک باتفاق راجہ علیخان خان اعظم میرزا
عزیز کوکہ کے پاس کہ ولایت ہندیہ مین مقیم تھا آئے خان اعظم نے جنگ مناسب نہ دیکھی دوسرے راستہ سے
ولایت دکن مین گیا اور ایلچپور مین جاکر تین دن اُس شہر کو غارت کیا جب میرزا محمد تقی نظیری اور بہزاد الملک اور راجہ علیخان

فارو قی بلیت کو ایلچپور کے اطراف مین آنے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ تاب مقاومت انکی نہ لاکر ندربار کے راستہ سے دکن سے
برآمد ہوا اسوقت حسب فرمان والا میرزا عبدالرحیم المشہور بمیرزا خان المخاطب بخانخانان کے طلب مین پہونچا وہ گجرات سے
عازم درگاہ ہوا اور مظفر شاہ گجراتی فرصت پاکر بہزاد الملک کے پاس کہ بداول الملک مشہور ہوا تھا آیا اور جمعیت کرنے لگا
چنانچہ سات ہزار سوار اور دو ہزار پیادہ بہم پہونچا کر بقدر قوت دست و پا مارے لیکن کام درست نہ آیا جا بجا بھاگتا
پھرا اور اسی سال شاہرخ میرزا حاکم بدخشان عبداللہ خان اوزبک کے غلبہ سے پریشان ہوکر درگاہ مین آیا اور امرا ے
شاہی کے سلک مین منسلک ہوا اور اسی سال صبیہ راجہ بھگوانداس کی شادی طوے بجشن عظیم شاہزادہ محمد سلیم کے
عقد مین درلائے اور ۹۹۴ھ نوسو چورانوے ہجری مین ایام تحویل حمل مین بطریق سنوات سابقہ مجلس نوروزی کمال تجمل اور آراستگی
سے منعقد ہوئی اور سنہ مذکور مین بھائی بادشاہ محمد حکیم میرزا کا کابل مین فوت ہوا عرش آشیانی نے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو
گجرات کا حاکم اور شاہ فتح اللہ کو صدر اس ولایت کا کر کے اسطرف روانہ کیا اور خود بپاے دولت رکاب سعادت مین لاکر
پنجاب کیطرف روانہ ہوے اثناے راہ مین صادق محمد خان کو بھکر کی حکومت پر روانہ فرمایا اور کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس
کو کابل مین بھیجا وہ فرزندان محمد حکیم میرزا کو کہ خرد سال تھے فریدون خان اور امراے محمد حکیم میرزا کے ہمراہ لاہور مین لایا اور
اپنے فرزند کو ہمراہ خواجہ شمس الدین محمد خانی کے کابل مین چھوڑا اور جب عرش آشیانی اٹک رہتاس مین کہ متحدثات آنحضرت سے
ہے روان ہوے شاہرخ میرزا اور راجہ بھگوانداس اور شاہ قلیخان محرم اور بھی امراے نامدار دیگر کو مع قریب پانچ ہزار سوار کے ولایت
کشمیر کی تسخیر کیواسطے مقرر فرمایا اور زین خان کوکہ کو مع افواج آراستہ سر پر افغانان سواد و بجور روانہ کیا اور کنور مانسنگھ ولد
راجہ بھگوانداس کو بقصد اخراج افغانان روشنائی کہ ظلمت کفر و زندقہ مین شہرت رکھتے تھے بھیجا اور کہتے ہین ایک شخص
ہندوستانی نے کہ اپنا نام پیر روشنائی مشہور کیا تھا افغانون کے درمیان جا کر بعضین مرید کیا اور جب وہ فوت ہوا اسکا بیٹا جلالہ
کہ چودہ برس کا تھا بادشاہ کی ملازمت مین آیا اور چند عرصہ مین بھاگ کر افغانون کے درمیان مین گیا اور ایک خلق
کثیر کو ساتھ اپنے متفق کر کے ہندوستان اور کابل کے راستہ کو مسدود کیا اور جب بادشاہ پر افغانان سواد و بجور کی جمعیت
کی حقیقت منکشف ہوئی سعید خان گکھر اور شیخ فیضی شاعر اور ملا شیری شاعر اور صالح عاقل کو زین خان کوکہ کی
مدد کیواسطے روانہ کیا اور انکے پیچھے حکیم ابو الفتح گیلانی کو مع امراے مشہور زین خان کی کمک کے لیے مقرر فرمایا ان لوگون
نے باوجود ایسے لشکر کے افغانون سے شکست فاش کھائی خواجہ عزت بخشی اور راجہ بیربل اور ملا شیری اور ایک جماعت
اور مردم معتبر اور معتمد سے مع آٹھ ہزار سوار کے شربت فنا چکھا اور زین خان کوکہ اور حکیم ابو الفتح گیلانی نے بہزار محنت
و مشقت آپ کو قلعہ اٹک رہتاس مین ۹۹۵ھ نوسو پچانوے ہجری مین بملازمت فائز کیا اور کنور مانسنگھ ولد راجہ
بھگوانداس کہ افغانان روشنائی کے تدارک کو گیا تھا تنگنل خیبر مین انسے ہم مصاف ہوا اور ایک جماعت کثیر کے خون سے
زمین کو رنگین کیا اور بادشاہ اٹک رہتاس سے لاہور مین تشریف لائے کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس کو کابل کی
حکومت اور افغانان خیبر کی تادیب کو تعین فرمایا اور اسی سال دختر راے سنگھ کو کہ امراے معتبر سے تھا شاہزادہ محمد سلیم کے
عقد مین لایا شاہرخ میرزا اور راجہ بھگوانداس کہ کشمیر کیطرف گئے تھے برف و باران اور قحط غلہ سے عاجز آنکر کشمیریون سے
صلح کی اور زعفران زار اور دار الضرب کشمیر کو خالصہ شاہی کر کے بازگشت کی بادشاہ نے وہ صلح قبول نفرمائی محمد قاسم خان
امیر بحر کابلی کو مع جماعت امراد و بارہ کشمیر کی تسخیر کیواسطے روانہ کیا اور اس نہج سے داستان سلاطین کشمیر کی مرقوم ہوئی

کہ جب اہل کشمیر آپسمین مشغول ہوے لشکر بادشاہی بفراغ خاطر کشمیر مین داخل ہوکر متصرف ہوا اور اس سال سلیمان میرزا جد شاہرخ میرزا بھی کابل سے لاہور مین آنکر بادشاہ کی ملازمت مین مشرف ہوے اور عرش آشیانی نے عبداللہ خان ازبک ملک توران کے ایلچی کو کہ قبل اسکے اٹک رہتاس مین ملازمت مین آیا تھا ہمراہ حکیم ہمام برادر علامۃ زمان عضد الدولہ حکیم ابوالفتح گیلانی اور میر صدر جہان کے کہ سید سادات حسینی تنوجی ست مقام تحف و ہدایا کہ قریب ایک لاکھ روپیہ کے ہوتا تھا رخصت انصراف کی ارزانی اور سنہ ۹۹۶ نوسو چھیانوے ہجری مین جب جلالہ نے غلبہ پایا اور سید حامد بخاری کو قتل کیا اور کنور مانسنگہ کو بنگش کیطرف مقرر کیا بادشاہ نے عبدالمطلب خان اور محمد قلی بیگ اور حمزہ بیگ ترکمان کو اسکے تدارک کیواسطے تعین کیا انھون نے جلالہ کو زیر کیا بہت لوگ اس گروہ مین سے قتل کیے اور اس سال ولادت سلطان خسرو ولد شاہزادہ عالمیان محمد سلیم دختر راجہ بھگوانداس سے وقوع مین آئی عرش آشیانی طلوع اولین کوکب نبیرہ سے نہایت خوشحال اور محظوظ ہوے اور جشن کی آرائش مین نہایت درجہ کوشش فرمائی اور محمد صادق خان نے ان دنون مین حسب الفرمان قضا جریان سہوان سندھ کو محاصرہ کیا اور میرزا جانی بیگ حاکم ٹھٹھہ نے عاجز ہوکر ایلچی باتحف و ہدایا درگاہ مین بھیجکر اظہار اطاعت اور انقیاد کیا اور محمد صادق خان حسب الحکم ترک محاصرہ کرکے بھکر کی سمت روانہ ہوا اور اوائل شہر ربیع الثانی سنہ مذکور مین زین خان کوکہ حکومت کابل پر مامور ہوا اور کنور مانسنگہ ولد راجہ بھگوانداس لاہور مین آیا اور آخر ماہ ربیع الثانی مین میرزا عبدالرحیم المخاطب بخانخانان ولد بیرم خان ترکمان اور علامۃ الزمان عضد الدولہ شاہ فتح اللہ شیرازی حکم والا کے بموجب لاہور مین آنکر سعادت بساط بوس سے مشرف ہوے اور اسیطرح محمد صادق خان نے بھکر سے آنکر سعادت خدمت بابرکت حاصل کی عرش آشیانی نے کنور مانسنگہ ولد راجہ بھگوانداس کو امارت اور ریاست بہار و حاجی پور اور رتبہ عنایت فرماکر اسطرف روانہ کیا اور کشمیر کی حکومت میر یوسف خان مشہدی کو امداد فرمائی اور محمد قاسم خان امیر بحر کابلی کو کہ کشمیر کے زمینداروں سے عاجز ہوا تھا حضور مین طلب کیا اور محمد صادق خان کو افغانان یوسف زئی کے دفع کیواسطے سواد و بجور مین بھیجا اور اسمعیل قلیخان کو کہ اسطرف تھا طلب کرکے گجرات مین روانہ کیا اور قلیج خان کہ بعد میرزا عبدالرحیم المخاطب بخانخانان کی حکومت گجرات پائی تھی درگاہ مین حاضر ہوا اور سنہ ۹۹۷ نوسو ستانوے ہجری ماہ جمادی الثانی مین عرش آشیانی نے سیر کشمیر کی عزیمت فرمائی جب بھیرہ مین کہ وہان سے کوہستان کشمیر شروع ہین پہونچے اہل حرم کو مع شاہزادہ مراد اور آردو وہان چھوڑکر سری نگر مین کہ پایہ تخت کشمیر ہے تشریف لے گئے اور علامۃ زمان عضد الدولہ شاہ فتح اللہ شیرازی کو جو گجرات سے پلٹکر خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا تھا کشمیر مین عالم بقا کیطرف راہی ہوا بادشاہ نہایت غمگین اور متاثر ہوے اور شیخ فیضی شاعر نے مرثیہ اسکا ترکیب بند موزون کیا کہ اول بیت اسکی یہ ہے **بیت** دگر ہنگام آن آمد کہ عالم از نظام افتد ٭ جہان عقل را در نیمروز علم شام افتد ٭ عرش آشیانی بعد تفریح نزہت گاہ کشمیر سیر کابل کے عازم اور طے مسافت مین مشغول ہوے اور حکیم ابوالفتح گیلانی جو ہمزبان اور مصاحب بادشاہ کا تھا اور بخت و دولت کیطرح ہمیشہ ملازمت مین حاضر ہوکر رقم اخلاص کے صفحہ ضمیر پر لکھتا تھا منزل دمن پور مین سفر آخرت اختیار کیا اور باحسن ابدال مین مدفون ہوا اور جب بادشاہ اٹک رہتاس مین پہونچے شہباز خان کنبو کو افغانان یوسف زئی کے دفع کیواسطے تعین فرمایا اور کوچ بکوچ کابل کیطرف روانہ ہوے اور اسی مقام مین حکیم ہمام اور میر صدر جہان برادر علامۃ زمان حکیم ابوالفتح گیلانی کہ بطور ایلچی گری عبداللہ خان ازبک ماوراء النہر مین گئے تھے

ایلچی نے عبداللہ خان اوزبک کے پاس آنکر ملاقات کی اور بادشاہ نے مدت دو مہینے اوقات صرف سیر باغات اور گشت گلزار فرمائی ساکنان کابل کو ممنون انعام اور مرہون احسان کیا اور جب خبر پہونچی کہ راجہ ٹوڈرمل اور راجہ بھگوانداس نے لاہور مین جان مستعار سپرد قابض ارواح کی کابل کی حکومت محمد قاسم خان امیر بحر کابلی کو کہ امرائے سہ ہزاری سے تھا اُسکو دیکر توختہ بیگ کو اُسکی مدد کیواسطے چھوڑا اور محرم کی بیسوین تاریخ سنہ ۹۹۸ نوسو اٹھانوے ہجری مین مراجعت بلاہور فرمائی اور گجرات کی حکومت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو دیکر مالوہ سے اسطرف بھیجا اور شہاب الدین حاکم مالوہ کی حکومت پر مامور ہوا اور خان اعظم میرزا عزیز کوکہ جب گجرات مین پہونچا مسمی جام کے سر پر کہ زمیندار وہان اُس حدود سے تھا اُسنے لشکر کھینچا اور جام زمیندار بھی دولت خان ولد امین خان سے کہ اتفاق سے کہ بعد فوت پدر جوناگڑھ کا والی ہوا تھا بیس ہزار سوار لیکر مقابل آیا جنگ شدید اور معرکہ عظیم واقع ہوا چنانچہ محمد رفیع خان بخشی اور محمد حسین اور میر شرف الدین میر ابوتراب کے بھانجے کہ امرائے نامدار بادشاہی تھے بدرجہ شہادت فائز ہوے اور بڑا بیٹا جام کا اور وزیر اُسکا مع چار ہزار راجپوت مقتول ہوے اور فتح و نصرت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے قرین حال ہوئی اور چونکہ عبداللہ خان اوزبک بدخشان لیکر کابل کی فکر مین تھا بادشاہ نے چند سال لاہور سے اور اُس حدود سے حرکت نہکی اور جو اُس عرصہ مین میرزا جانی والی سندھ باوجود قرب جوار اور زمان طلب کے ملازمت کیواسطے نہ آیا بادشاہ نے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو مع ایک جماعت امرائے نامدار مثل شاہ بیگ خان کابلی اور فریدون بیگ برلاس اور محمد خان نیازی اور سید بہاء الدین بخاری وغیرہ اور سو زنجیر فیل اور توپخانہ بسیار سندھ کی تسخیر اور بلوچون کے دفع کیواسطے نامزد فرمایا اور سنہ ۹۹۹ نوسو ننانوے ہجری مین شہاب الدین احمد خان نے مالوہ مین اس دار ناپائدار سے انتقال کیا اور عرش آشیانی نے چار شخص کو چار رکن کرکے دکن کیطرف برسم ایلچی گری بھیجا شیخ فیضی شاعر کو آسیر اور برہانپور مین اور خواجہ امین الدین کو احمد نگر کی سمت اور میر محمد امین مشہدی کو بیجاپور مین اور میرزا مسعود کو بھاگنگر کیطرف روانہ کیا اور اُنکے پیچھے شہزادہ مراد المشہور بہ پہاڑی کو حکومت مالوہ دیکر اور اسمعیل قلیخان کو اتالیق کرکے روانہ کیا اور شہزادہ جب گوالیار کے اطراف مین پہونچا یہ خبر سُنی کہ مدھکر زمیندار عمدہ اُس نواح کا پرگنات بادشاہی مین مزاحمت پہونچاتا ہے یہ سُنتے ہی اسطرف متوجہ ہوا اور جسوقت کہ شاہزادہ نے وہان سے کوچ کیا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ نے جب سنا کہ دولتخان امین خان کا بیٹا کہ جنگ مین زخمی ہوکر جوناگڑھ کیطرف گیا تھا اور سات مہینے اُس قلعہ کو محاصرہ کرکے مفتوح کیا اور اُسی سال میرزا عبدالرحیم خانخانان نے قلعہ سہوان کو جو آب سندھ کے کنارے واقع ہے محاصرہ کیا اور میرزا جانی والی سندھ باتفاق وہان کے زمینداروں کے مع غراب اور کشتی اور توپخانہ بسیار اُسطرف متوجہ ہوا اور سات کوس پہونچکر سو غراب اور دو سو کشتی بھری ہوئین تیرانداز اور توپچی سے آگے بھیجین اور میرزا عبدالرحیم نے باوجودیکہ پچیس غراب سے زیادہ اپنے پاس موجود نرکھتا تھا مقابلہ کیا اور ایک شبانہ روز جنگ کرکے غنیم سے غراب چھین لی اور دو سو آدمی کے قریب قتل کیے اور باقی بھاگ کر میرزا جانی والی سندھ کے پاس گئے اور میرزا جانی ماہ محرم سنہ ۱۰۰۰ ایکہزار ہجری مین آب سندھ کے کنارے آیا اور ایسی زمین مین کہ اطراف اُسکے آب و خلاب تھا فروکش ہوا اور میرزا عبدالرحیم نے مقابل آنکر اُسکو محاصرہ کیا دو مہینے کامل ہر روز شور حرب گرم رہا اور سپاہ طرفین کی کام آئی اور اُن دنون مردم سندھ نے راہ آمد و شد غلہ کے خانخانان کے لشکر پر بند کی کہ ایک روٹی جان کے برابر گران ہوئی تھی نظم گشت زان تنگی جہانے تنگدل + گرسنہ نالان وسیلان سنگدل + ہر کرا دیدار نان بودے ہوس + قرص خور در آسمان دیدے و بس خانخانان نے اس سبب سے ایک جماعت کو قلعہ کے محاصرہ کیواسطے چھوڑکر وہانسے کوچ کیا

اور ٹھٹھہ کی طرف روانہ ہوا میرزا جانی والی سند مرزم سہوان کو کم جمعیت خیال کرکے اُسکے سر پر گیا اور میرزا عبدالرحیم
خانخانان نے اس حال سے آگاہی پاکر دولتخان لودھی کو کہ سپہ سالار اُسکا تھا مع امراے بزرگ اُس جماعت کی کمک کو
بھیجا اور وہ دو دن مین اسی کوس کی مسافت طے کرکے سہوان مین آیا اور میرزا جانی نے اُس فوج کو ماندہ اور خستہ پاکر دوسرے دن
پانچہزار سوار سے میدان جنگ مین آنکر آتش حرب افروختہ کی اور دولتخان لودھی باوجود اسکے کہ دو ہزار سوار سے زیادہ اپنے
ہمراہ نرکھتا تھا حرب مین مصروف ہوا اور میرزا جانی کو اُسنے منہزم کیا اور میرزا جانی موضع انور مین دریا کے کنارے فروکش
ہوا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے اُسطرف سے اور اس لشکر نے اسطرف سے جاکر اسکو درمیان مین لیا اور غلہ اور آذوقہ
کی رسد آسپر ایسی مسدود کی کہ میرزا جانی کی فوج اونٹ اور گھوڑا ذبح کرکے کھاتی تھی اور میرزا جانی عاجز ہوکر صلح کا طلبگار ہوا اور
اپنی بیٹی میرزا ایرج بڑے بیٹے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو دیکر اقرار کیا کہ بعد ایام برسات کے بلا توقف درگاہ مین حاضر ہونگا
اور انھین دنون مین سید یوسف خان مشہدی فرمان اشرف کے بموجب اپنے چھوٹے بھائی میرزا یادگار کو کشمیر مین چھوڑکر درگاہ
مین آیا اور میرزا یادگار کشمیر کے ایک بڑے زمیندار کی بیٹی اپنے عقد نکاح مین لایا اور ساہل کشمیر کی کمک اور قوی پشت
ہونیکے واسطے نشان مخالفت کا بلند کیا اور وہان کا خطبہ اپنے نام پڑھا کر فوج وحشم کی فراہمی مین مصروف ہوا اور قاضی علی
میر دیوان کشمیر اور حسن بیگ بدخشی جو کشمیر کا تحصیلدار اور خراج گذار تھا میرزا یادگار سے جنگ کرکے قاضی علی مقتول ہوا اور
حسن بیگ کشمیر سے نکل گیا غرض آشیانی نے یہ خبر سنکر جو کہ میرزا یادگار کل یعنی گنجا تھا یہ بیت کہی بیت کلاہ خسروی
وتاج شاہی * بہر کل کے رسد حاشا و کلا * پھر شیخ فرید بخشی کو کہ شیخ زادہاے دہلی سے تھا مع ایک جماعت امرا اسطرف
نامزد کیا اور میرزا یادگار مع جمعیت عظیم مقابل آنکر فروکش ہوا ناگاہ کچھ شب گذرنے کے بعد اقبال اکبری نے اپنا کام کیا یعنی
صادق بیگ اور ابراہیم خان کہ سید یوسف خان مشہدی کے ملازمان قدیم سے تھے منصب اور تقسیم تنخواہ کے بارہ
مین میرزا یادگار سے رنجیدہ ہوکر اُسکے سر پر تاخت لائے اور وہ یہ شور و غوغا سنکر خیمہ سے نکل گیا اور صحرا مین جاکر ایک
سنگ کی پناہ مین مخفی ہوا صبح صادق کے طلوع کے وقت صادق بیگ اور ابراہیم خان نے اُسے دستیاب کرکے
اُسکا سر تن سے جدا کیا اور شیخ فرید دہلوی کے پاس بھیجا تائید ایزدی سے کشمیر دوبارہ اولیاے دولت قاہرہ کے تصرف مین
آیا اور اسکے بعد عرش آشیانی دوبارہ کشمیر کی سیر کیواسطے سوار ہوئے اور چالیس روز وہان کی سیر کرکے حوض زین لنکا اور
عمارت سلطان زین العابدین اور برف برسنے کا تماشا دیکھا پھر اس ملک کی حکومت سید یوسف خان مشہدی کو عنایت
فرمائی پھر رہتاس اور پنجاب کیطرف روانہ ہوئے اور اُسوقت میرزا عبدالرحیم خانخانان اور میرزا جانی والی سند نے
سنہ ایکہزار ایک ہجری مین ٹھٹھہ سے آنکر ملازمت کی اور میرزا جانی والی سند سلک امراے سہ ہزاری مین مسلک ہو
منتظم ہوا ولایت سند بندگان بادشاہی کے قبضہ مین آئی اور اس سال خان اعظم میرزا عزیز کوکہ نے کھنگار کے تدارک کو
کہ زمینداران عمدہ گجرات سے تھا و مظفر شاہ گجراتی کو پناہ دیکر ساتھ تکبر اور تجبر کے گذرانتا تھا لشکر کھینچا اور حسن تدبیر سے
مظفر شاہ گجراتی کو دستیاب کرکے احمد آباد کیطرف متوجہ ہوا اور مظفر شاہ نے اثناے راہ مین تجدید وضو کے بہانہ
ایک گوشہ مین جاکر اُسترہ سے کہ اسی دن کیواسطے اپنے پاس رکھتا تھا اپنے تئین ہلاک کیا اور خان اعظم میرزا عزیز کوکہ نے اُسکا سر درگاہ
مین بھیجا اور خود احمد آباد گیا اور اس سال راجہ مانسنگہ ابن راجہ بھگوانداس پسران اور برادران قتلو لوحانی افغان سے
جنگ کرکے غالب آیا اور ولایت اڑیسہ کو کہ من اعمال بنگالہ ہے اُنکے تصرف سے برآوردہ کرکے ایک سوادر مین باقی کر

انغانون کی جنگ مین ہاتھ آئے تھے بادشاہ کی درگاہ مین ارسال کیے اور عرش آشیانی نے جو دس برس سے خان اعظم
میرزا عزیز کوکہ کو نظربند کیا تھا حضور مین طلب کیا اور خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کہ ہروقت حرمین شریفین کی زیارت کا شوق
دل مین رکھتا تھا مع عیال و اطفال اور خزانہ کشتی مین سوار ہو کر حجاز کی طرف روانہ ہوا عرش آشیانی نے یہ خبر سنکر
شاہزادہ مراد المشہور پہاری کو مالوہ سے گجرات کی حکومت پر مقرر کیا اور صادق محمد خان کو اُسکی وکالت پر تعین فرمایا
شاہرخ میرزا کو مالوہ کی حکومت دی اور شہباز خان کنبو کو کہ تین برس سے قید تھا رہا کر کے اُسکی وکالت پر تعین کیا اور
جو قبل اسکے جلالہ یعنی پیر روشنائی کا بیٹا کہ کوہستان خیبر سے عبد اللہ اوزبک کے پاس گیا تھا اسوقت پلٹ کر خیبر
مین آیا اور ہندا ور کابل کے راستہ کو مسدود کیا میرزا جعفر قزوینی کہ سال گذشتہ مین بخطاب آصف خان
اختصاص پا کر جلالہ کے دفع کیواسطے مقرر ہوا تھا اُس سے جنگ مین غالب آیا اور جلالہ مذکور کو مع اہل و عیال امر و احد علی
بھائی اور دیگر اُسکے عزیز و اقارب کے کہ چار سو آدمی تھے دستگیر کر کے درگاہ مین لایا اور اُن ایلچیون نے جو کہ دکن گئے تھے معاودت
کر کے اُسطرف کے بادشاہون کی خبر عدم اطاعت پہونچائی بادشاہ تسخیر دکن کا عازم ہوا اور شاہزادہ دانیال کو ماہ محرم سنہ
ایکہزار اور دو ہجری مین دکن کی تسخیر کیواسطے تعین فرمایا اور اُسکے بعد شاہزادہ لاہور سے برآمد ہو کر سلطانپور پہونچا بادشاہ
کی رائے نے تغیر فرمایا شاہزادہ مذکور کو پھر واپس طلب کیا اور میرزا عبد الرحیم خانخانان کو مع اُس لشکر کے جو شاہزادہ کے
ہمراہ تعین ہوا تھا تسخیر دکن کو بھیجا اور اُس سال میرزا رستم بن سلطان حسین میرزا ابن بہرام میرزا ابن شاہ اسمعیل صفوی کہ
حکومت قندھار کی رکھتا تھا بھائی کی مخالفت اور اوزبک کے غلبہ سے ملازمت کو آیا اور قلعہ قندھار پیشکش کیا اور
سلک مین امراے پنجہزاری کے منتظم ہو کر حاکم ملتان ہوا اور اُس سال میرزا عبد الرحیم خانخانان جو مندو پہونچا نظام شاہ بحری
نے کہ ملازمت شاہ سے رخصت کیوقت اقرار کیا تھا کہ مملکت برار عرش آشیانی کے پیشکش کرونگا اندنون مین عنایت خان
شیرازی کو بحجابت خانخانان کے پاس بھیجکر اظہار اطاعت کی لیکن انھین دنون مین بمرض الموت مبتلا ہو کر سنہ ایکہزار تین ہجری
مین مر گیا اور اُسکا بیٹا ابراہیم نظام شاہ بحری قائم مقام ہوا وہ ابراہیم عادل شاہ کے جنگ مین مارا گیا اور میان منجھو خان
جامگی نے کہ پیشوا اُسکا تھا احمد نام اپنے ایک بیٹے کو خاندان نظام شاہیہ مین منسوب کر کے اپنا حاکم کیا اور امراے جادہ
اطاعت سے پھیر کر منازعت کیواسطے مستعد ہوے اور میان منجھو خان جو طاقت اُنکے مقابلہ کی نرکھتا تھا قلعۂ احمد نگر مین
متحصن ہوا اور ایلچی احمد آباد گجرات مین بھیجکر شہزادہ کو پیغام دیا کہ اسطرف ہرج و مرج ظاہر ہونے سے کام نظام سے ابتر ہے
اگر آپ بسبیل استعجال اسطرف قدم رنجہ فرماوین قلعہ آپکے سپرد کرونگا اور جو اُسوقت شاہزادہ کو بھی فرمان تسخیر دکن کا پہونچا
تھا بسرعت تمام آٹھہزار سے احمد نگر کی سمت روانہ ہوا اور میرزا عبد الرحیم خانخانان مندو مین یہ خبر سنکر کمین مین تھا
باتفاق لشکر شاہرخ میرزا اور شہباز خان کنبو اور راجہ جگنا تھ عموی راجہ مانسنگھ اور راجہ درگا اور راجہ رام چند اور بھی
دیگر امراکے ہمراہ بتعجیل دکن کی جانب متوجہ ہوا اور راجہ علیخان والی خاندیس بحسن تدبیر مع پانچہزار سوار قلعہ کالنہ مین
جو دکن کی سرحد مین ہے شاہزادہ مراد سے جا ملا اور کوچ متواتر سے احمد نگر کیطرف عازم ہوے اور میان منجھو خان کہ
امراے مخالف کو دفع کر کے مستقل ہوا تھا شاہزادہ کے طلب کرنے سے پشیمان ہوا قلعہ کو مع ذخیرہ اور آذوقہ چاند بی بی دختر
حسین نظام شاہ بحری کے سپرد کیا اور مردم جنگی اور اعتباری اُسکے پاس چھوڑ کر خود مع توپخانہ احمد کے ہمراہ سرحد عادل شاہیہ
کیطرف گیا شاہزادہ اور میرزا عبد الرحیم ساتھ اس تفصیل کے جو داستان سلاطین دکن مین مرقوم ہوئی شہر ربیع الثانی

سنہ ایکہزار چار ہجری مین احمدنگر پہونچکر قلعہ کے محاصرہ اور نقب کھودنے اور دمدمہ بنانے مین مشغول ہوے چاندبی بی نے مردانہ وار اُنکے مدافعہ مین قیام کیا عادل شاہ اور قطب شاہ سے مدد طلب کی اور جب تین مہینے مین پانچ نقب برج کے نیچے پہونچین اہل قلعہ نے واقف ہوکر قلعہ کیطرف سے دو نقب کا شگر باروت برآوردہ کرکے بیکار کردیا اور دیگر نقبون کی تلاش مین ہوے کہ شاہزادہ اور صادق محمد خان میرزا عبدالرحیم خانخانان کے بے اطلاع مسلح اور مکمل ہوکر بعد جمعہ کے نماز غرہ ماہ رجب سنہ مذکور مین قلعہ کے قریب گئے اور بقصد اسکے کہ فتح اپنے نام ہوگی نقبون مین آگ دی ایسی تین نقب کہ جنمین باروت تھی موازی پچاس گز دیوار قلعہ اُڑا کر رخنہ عظیم بہم پہونچایا اور ان دو نقبون بیکار شدہ کی آتش افروزی کا کہ باروت خالی ہونے سے خبر نرکھتے تھے انتظار کھینچا سپاہ کو قلعہ مین جانے نہ دیا چاندبی بی فرصت پاکر برقع پہن رخنہ کے قریب آئی اور توپ اور ضربزن اور تیر بسبب اُس رخنہ مین نصب فرمائے ہر چند سپاہ مغل حملہ آور ہوئی فرصت قلعہ مین داخل ہونیکی نپائی شب کو محروم اور ناکام اپنے مقام مین گئی اور چاندبی بی نے تمام شب ایستادہ ہوکر خرد و بزرگ اور مرد و زن قلعہ کو رخنہ کے مسدود کرنے کو مامور کیا اور طلوع صبح تک سنگ اور گل اور اجساد مردہ سے تین گز دیوار بلند کرکے مقام مدافعہ مین ہوئی اس درمیان مین مشہور ہوا کہ سہیل خان خواجہ سرا سر لشکر عادل شاہی مردم نظام شاہیہ اور قطب شاہیہ کو ہمراہ لیکر مع ستر ہزار سوار احمدنگر کی طرف متوجہ ہوا ہے اور جب لشکر مین غلہ گران ہوا گھوڑے ضعیف و ناتوان ہوے میرزا عبدالرحیم خانخانان نے صلح مین صلاح دیکھی اور چاندبی بی بھی ضیق محاصرہ سے بتنگ آئی تھی صلح قبول کرکے اقرار کیا کہ ولایت برار جیسا کہ برہان نظام شاہ بحری نے بادشاہ کی پیشکش کی تھی شاہزادہ کے متعلق رہے اور احمدنگر مع مضافات بہادر نظام شاہ برہان نظام شاہ بحری کے پوتے کے نام مقرر رہے القصہ اس طریقے سے طرفین سے عہد و پیمان درمیان مین آیا شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم کوچ کرکے برار گئے اور بالاپور کے قریب ایک شہر موسوم شاہ پور احداث کرکے آباد کیا اور ان دنون مین شاہزادہ جشن طوی کرکے بہادر خان فاروقی کی دختر اپنے عقد مین لایا اور برار کے پرگنے امرا پر تقسیم کیے اسوقت شہباز خان کنبو کہ امرای کلان سے تھا شہزادہ سے رنجیدہ ہوکر بے رخصت مالوہ کیطرف گیا اور چاندبی بی نے بہادر نظام شاہ خلف برہان نظام شاہ بحری کو احمدنگر کا حاکم کیا اور ابہنگ خان حبشی نے دوبارہ سردارون کے زمام اختیار قبضہ مین لانے سے غلبہ تمام بہم پہونچایا باوجود اسکے چاندبی بی راضی نتھی عادل شاہ اور قطب شاہ سے مدد طلب کرکے مع پچاس ہزار سوار عزم رزم امرای مغل مین برار کیطرف متوجہ ہوئی اور میرزا عبدالرحیم خانخانان اور شاہزادہ اور صادق محمد خان کو شاہپور مین چھوڑکر خود ہمراہ شاہرخ میرزا اور راجہ علیخان فاروقی حاکم برہانپور وغیرہ کے مع موازی بیس ہزار سوار دکنیون سے حرب کیواسطے لب آب گنگ سون پت پر استقبال کیا اور چند روز وہان مقام کرکے مردم دکن کیطرح اوضاع دریافت کرکے اور افواج کو آراستہ کرکے آب گنگ سے کنارلو تک تنہا عبور کیا اور ماہ جمادی الثانی کی سترھوین تاریخ سنہ ایکہزار پانچ ہجری مین سہیل خان سپہ سالار عادل شاہیہ مع سپاہ کثیر مقابل آیا امرای نظام شاہیہ کو میمنہ مین اور امرای قطب شاہیہ کو میسرہ مین مقرر کیا اور بنہایت غرور اور نخوت سے میدان کیطرف روانہ ہوا اور آوازہ ہل من مزید کی بلند کی اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے پہلے اسکا مقابلہ اختیار کیا اور آخر راے تبدیل کرکے عین جنگ مین راجہ علیخان فاروقی اور راجہ رامچند اور بھی امرای راجپوت کو اسکے مقابل چھوڑا اور انھون نے سہیل خان کے ہراول کو متفرق کیا اور جب سہیل خان پر حملہ کیا اسنے اول ضرب توپ و تفنگ و بان سے بہت مردم خاندیس اور راجپوت ضائع کیے

اور اسوقت بہادران دکن نے ارابون کے پیچھے سے برآمد ہوکر داد مردی اور مردانگی دی چنانچہ راجہ علی خان اور راجہ
رام چند تین ہزار مرد اہل نبرد سے مقتول ہوئے اور قریب شام کے کہ زیادہ دو گھڑی دن سے باقی نہ رہا تھا کوئی شخص سہیل خان
کے مقابل نہ تھا اور وہ اس گمان سے کہ مین نے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو شکست دی ہے آگے بڑھا اور جو میرزا عبدالرحیم
راجہ علیخان وغیرہ کے قتل ہونیکی خبر رکھتا تھا وہ بھی غنیم کیطرف بیشتر جا کر دکنی مغلون کی نگاہ مین کہ مار کر کے ایستادہ تھے
پہونچکر تاراج مین مشغول ہوا اور جو لوگ تاراج غنیمت کے بعد قرار فتح کا اپنی نسبت دیتے تھے حفظ غنائم کیواسطے اُس شب کو
اپنی سرحد کیطرف روانہ ہوئے اور سہیل خان تھوڑے آدمیون سے ایک مقام مین پہونچکر فروکش ہوا اور چونکہ مشعل نہ تھی اور کوئی
شخص خبر ایک دوسرے کی نہ رکھتا تھا تاریکی مین بیٹھا میرزا عبدالرحیم خانخانان نے بھی کہ دشمن کو آگے سے پسپا کیا تھا ایسے
مقام مین کہ جہان سہیل خان کے ارابہ آتشبازی کے تھے پہونچکر اُسنے بھی تاریکی مین توقف کیا اور بہت مغلون سے کہ انھین
شکست مقیمین ہوئی تھی مفرور ہوکر ایسے جولان ہوئے کہ شاہ پور تک باگ نہ موڑی اس درمیان مین سہیل خان کے روبرو
چند چراغ روشن ہونے سے روشنی نمود ہوئی میرزا عبدالرحیم نے آدمی بھیجکر دریافت کیا کہ سہیل خان ہے تب چند توپ
اور ضرب زن کہ دکنیون سے بارود اور تیار دستیاب ہوئی تھین سر کین اور گولی اور گراب انکے درمیان ڈالکر ولولہ برپا کیا
سہیل خان نے جب جانا کہ غنیم درمیان مین ہے چراغون کو خاموش اور نقل مکان کیا اور آدمی اطراف و نواح مین بھیجکر
ایک جماعت فوج متفرق کو اپنے پاس فراہم کیا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے بھی دشمن کی موجودگی پر واقف ہوکر نقارہ جنگی
بجائے اور کرنائے پھونک کر خبردار کیا کہ افواج بادشاہی جو اُس صحرا مین موجود تھی صدائے نقارہ سے فوج فوج اور جوق جوق
خانخانان کے ملازمت مین آئی اور جسوقت کوئی سردار یا کوئی فوج اُسکے پاس آتی تھی ہنود دم دم کی صدا بلند کرکے کرنا پھونکتے
تھے اور اہل اسلام جوش و خروش مین آکر نعرہ تکبیر بلند کرتے تھے چنانچہ اُس شب کو گیارہ مرتبہ کرنا پھونکے گئے اور سہیل خان
نے بھی اُس رات کو آدمی اطراف و جوانب مین بھیجکر جسقدر ممکن ہوسکا لشکر دکن کا جمع کیا دوسرے دن جب آفتاب نے
علم شعاعت بلند کرکے مع نیزہ و شمشیر اپنا رخ انور چمکایا سہیل خان دس بارہ ہزار سوار لیکر میرزا عبدالرحیم خانخانان کی
طرف متوجہ ہوا اور خانخانان باوجودیکہ تین یا چار ہزار سوار سے زیادہ نہ رکھتا تھا متوکلاً علی اللہ دشمن کے
دفع کیواسطے مستعد ہوا اور حرب شدید سے سہیل خان چند زخم کھا کر پشت زین سے جدا ہوا اور اُسکے ملازمان قدیم نے
ہجوم کرکے گھوڑے پر سوار کیا اور دونون طرف سے اُسکے بازو پکڑ کے معرکہ سے باہر لیگئے اور میرزا عبدالرحیم خانخانان
کہ سپاہگری اور تیغ جنگی کے شہرت رکھتا تھا اس فتح غیبی اور نصرت الٰہی سے نہایت شاد ہوا اور چار دن کے بعد شاہپور مین
آیا اور عرش آشیانی کہ عبداللہ خان ازبک کی خبر فوت سنی تھی بکمال اطمینان لاہور سے آگرہ کیطرف تشریف لائے تھے
اس فتح کی بشارت سے نہایت مسرور ہوئے گھوڑا اور خلعت میرزا عبدالرحیم خانخانان کے واسطے ارسال فرمایا لیکن چند
عرصہ کے بعد جب صادق محمد خان کے نفاق سے درمیان شاہزادہ مراد اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کے غبار کلفت کا
بلند ہوا عرش آشیانی نے سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابوالفضل کو شاہزادہ کے پاس بھیجا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان
کو سنہ ایکہزار چھ ہجری مین اپنے حضور طلب کیا اور دشمنون کی شکایت اور بدی سے چند عرصہ تک مخاطب اور
معاتب اور مخذول رکھا اور خانخانان کے آنے کے بعد سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابوالفضل قلعہ نرناله
اور کاویل اور گھر ملہ کو جو مملکت برار مین واقع ہین اور عرصہ قلیل مین مفتوح کرکے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے

ناگاہ شاہزادہ انھین دنون مین مرض صعب مین گرفتار ہوکر ماہ شوال سنہ ایکہزار سات ہجری مین دوسرے اقلیم کی تسخیر کا عازم ہوا یعنی فوت ہوا اور پہلے بلدہ شاہپور مین مدفون ہوا آخرکار آستہ دہلی لیگئے اور اسکے جد نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ کے پہلو مین لٹایا اور یہ مصرع اسکی تاریخ وفات کا ہی مصرع ع از گلشن اقبال نہالی شدہ گم + عرش آشیانی شاہزادہ کی فوت سے نہایت محزون اور مغموم ہوا اور تسخیر دکن مین زیادہ تر ساعی ہوا اور جب امرائے نظام شاہی نے غلبہ کیا تو شیر خواجہ جاگیردار پرگنہ بیر کو منہزم کرکے بیر کو محاصرہ کیا اور سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابوالفضل اُنکے مقابلہ سے عاجز آکے بادشاہ میرزا عبدالرحیم خانخانان کی نسبت مقام نوازش مین ہوکر مصدر الطاف ہوئے اور اسکی دختر جانان بیگم کو شاہزادہ دانیال کے عقد ازدواج مین لائے اور دونون کو حسن اتفاق سے تتمہ ممالک نظام شاہیہ کے واسطے روانہ کیا اور خود بدولت و اقبال بھی پیچھے سے سنہ ایکہزار آٹھ ہجری مین دکن کیطرف متوجہ ہوئے اور ممالک محروسہ کا انتظام شاہزادہ عالمیان سلطان محمد سلیم کے تفویض فرمایا اور شاہزادہ دانیال اور خانخانان دکن مین آئے جب بہادرخان بن راجہ علیخان فاروقی کو اسکے باپ کے طور پر مطیع نہ پایا قلعہ آسیر مین آئے اور گنگ گوداوری کے کنارے ... کے قریب توقف کرکے اسکے دلاسا مین مشغول ہوئے اس درمیان مین عرش آشیانی نے مندو مین پہونچکر شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کو پیغام بھیجا کہ تم احمدنگر مین جاکر اس قلعہ کو فتح کرو اور ہم بہادرخان فاروقی کو گوشمالی دینگا شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان تیس ہزار سوار ہمراہ لیکر احمدنگر کیطرف متوجہ ہوئے اور اہنگ خان حبشی اور کبھی امرا جو صاحب ... تھے بے جنگ بھاگے اور فوج شاہی محاصرہ مین مشغول ہوئی اور عرش آشیانی نے اول بہادرخان فاروقی کو اطاعت اور انقیاد کیواسطے نصیحت فرمائی اور جب دیکھا کہ میرا ارشاد اثر پذیر نہوا مندو سے برہانپور مین تشریف لائے اور امرائے درگاہ آسیر کی تسخیر مین مشغول ہوئے اور اسکے بعد کہ ایام محاصرہ نے طول کھینچا اور قلعہ کے اندر اہل قلعہ کی کثرت سے عفونت بہم پہونچی اور آدمی بیماری کے شروع ہونے سے مرنے لگے بہادرخان فاروقی باوجود افزونی ذخیرہ اور استحکام حصار و کثرت خیل و حشم متوہم ہوکر سراسیمہ ہوا اور بعد اسکے خواجہ ابوالحسن تربتی کے حسن اہتمام سے کہ میر دیوان شاہزادہ دانیال تھا اوائل سنہ ایکہزار نو ہجری مین احمدنگر کا قلعہ مفتوح ہوا لہذا بہادرخان زیادہ متشتر ہوا اور امان چاہکر سنہ مذکورہ مین قلعہ آسیر کہ بے نظیر ہے دیوانیان بادشاہی کے سپرد کیا اور خزینہ اور دفینہ اور اسلحہ اور امتعہ نفیسہ کہ محاسبان سریع الحساب اور خامہ شکستہ زبان کے بیان سے خارج تھا اولیائے دولت قاہرہ بادشاہ جمجاہ کے تصرف مین آیا اور حکم والا کے موافق شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے برہانپور مین آکر احمدنگر کے غنائم غلط عبارک سے گذرانی جب ابراہیم عادل شاہ کے پیشکش قبول کی وہ طالب صلح ہوا عرش آشیانی نے پیام پذیرا فرمایا اور ابراہیم عادل شاہ کی بیٹی مسماۃ بیگم سلطان کو شاہزادہ دانیال کی ہمبستری کے واسطے طلب کیا اور میر جمال الدین انجو کو کہ امرائے معتبر سے تھا اس عروس اور پیشکش لانے کیواسطے بیجاپور بھیجا اور آسیر اور برہانپور اور احمدنگر شاہزادہ کو عنایت فرمایا میرزا عبدالرحیم خانخانان کو اسکی اتالیقی کے واسطے مقرر کیا اور خود مظفر و منصور دارالخلافت آگرہ کیطرف روانہ ہوئے اور اوائل سنہ ایکہزار دس ہجری مین منزل مقصود مین پہونچکر تحفے تمام اطراف و اکناف مین بھیجے اور سنہ ایکہزار گیارہ ہجری مین شیخ ابوالفضل زبان طلب کے موافق درگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور نرور کی اطراف مین ایک جماعت راجپوتان اور چہ بطمع مال سر راہ آئے اور جنگ کرکے ابوالفضل کو قتل کیا اور مال اسکا

لیکے اور ماہ صفر سنہ ایکہزار چودہ ہجری مین میر جمال الدین انجو کہ بیجاپور کیطرف گیا تھا ہمراہ عروس اور پیشکش اور ایلچی ابراہیم عادل شاہ کے پلٹ آیا اور گنگ گوداوری کے کنارے مونگی پٹن کے نزدیک بعد جشن وطوی بزرگ عروس کو شاہزادہ دانیال کے سپرد کرکے خود آگرہ مین آیا اور پیشکش کہ اسوقت دکن سے لایا تھا نظر سے گذرانا اور اوائل شہر ذی الحجہ سنہ مذکورہ مین شہزادہ دانیال بلدۂ برہانپور مین کثرت مے نوشی سے بیمار ہوکر عالم بقا کیطرف خرامان ہوا اور اکبر شاہ ان دونون فرزند کے فراق مین ایسے رنج والم مین مبتلا ہوے کہ روز بروز قوت سلب ہونے سے ناتوان ہوے یہانتک کہ روز چہارشنبہ ماہ جلوس افشانی کی تیرھوین تاریخ سنہ ایکہزار چودہ ہجری مین روضۂ جنان کیطرف راہی ہوے اور مدت سلطنت بادشاہ جمجاہ کی اکاون برس اور چند مہینے تھی البقاء للملک المعبود اور فوت اکبر شاہ مادہ تاریخ رحلت اُس شہنشاہ کا ہی اور عرش آشیانی اگرچہ خط وسواد کامل نرکھتے تھے لیکن کبھی شعر کہتے تھے اور علم تاریخ مین وقوف تمام رکھتے تھے اور ہند کے قصہ خوب جانتے تھے اور قصہ امیر حمزہ کا کہ تین سو اور ساٹھ داستان ہی اور منشیان درگاہ سے نثر و نظم مرغوب مین درلاکر ہر ایک داستان کو مصور کیا ہی آنحضرت کی مخترعات سے ہی اور شوارع مین ہر پانچ کوس پر دو گھوڑے رہوار اور چند میورہ مقرر تھے چنانچہ اُسکو ڈاک چوکی کہتے تھے فرمان ضروری یا عرضداشت امرائے سرحد کہ وہان پہونچے میورہ سوار ہوکر دوسری چوکی پر پہونچاوین جیساکہ رات اور دن مین پچاس کوس راہ طی کرتے تھے اور آگرہ سے احمدآباد گجرات تک خبر پانچ دن مین پہونچتی تھی اور جسوقت کوئی شخص حضور سے دوسری جگہ مقرر ہوتا تھا یا کسی مقام سے درگاہ مین آتا تھا او رتعجیل مامور ہوتا تھا ڈاک چوکی کے گھوڑون پر سوار ہوتا تھا اور چار ہزار میورہ کہ سرعت سیر مین باد کیطرح مشہور تھے ملازم رکھے تھے اور اکثر ایسا بھی اتفاق ہوا ہی کہ میورہ پیادہ سات سو کوس کی مسافت دس دن مین طی کرکے منزل مقصود مین فائز ہوے ہین اور عدد اکبر شاہ کے فیلون کے چھ ہزار سے متجاوز اور پانچ ہزار سے کبھی کم نہین ہوے کسی بادشاہ دہلی نے اسقدر ہاتھی بہم نہ پہنچائے تھے اور باقی متروکات اُسکا اس تفصیل کے ساتھ ہی علائی دس کرور روپیہ اور ہزار کرور کے لعل خاصہ کہ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے جدا رکھے تھے اور دس من پختہ سونا غیر مسکوک اور ستر من پختہ نقرہ غیر مسکوک اور ساٹھ من پختہ پول سیاہ اور پانچ ہزار کرور تنگہ اور گھوڑے طویلہ مین بارہ ہزار اور ہاتھی سرکار خاصہ چھ ہزار اور حلقۂ آہو پانچہزار اور ریوز یعنی چیتا کچھ کم ہزار رکھتے کہتے ہین اکبر شاہ ہرچند کہ جد فرماتے تھے کہ عدد چیتے کا بھی ہزار کو پہونچے میسر نہوے کسواسطے کہ جب عدد انکا نوسو سے افزون ہوتا تھا مرگ ناگہانی انمین پڑتی تھی ہزار پورے نہوتے تھے غرضکہ اسقدر متروکات اکبری اس تفصیل سے تجویز ہوا اور چیزون کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے کہ کس کثرت سے ہوگی اور یہ قطعہ مادۂ تاریخ رحلت آن حضرت کا ہی قطعہ

جلال الدین محمد شاہ اکبر + ز دنیا گشت سوی خلد راہی + چو رضوان دید حیران شد کہ این کیست + ندا آمد کہ یک ظل الٰہی +

تمام ہوا مقالہ دوسرا

مقدمہ ذکر سلاطین بہمنیہ مین

رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر

مقالہ تیسرا سلاطین دکن کے بیان مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین برتمکین کی راے زرین پر مخفی اور محتجب نرہے کہ احوال خواقین دہلی کے بیان کے بعد پرتو اندیشۂ بیان وقائع سلاطین دکن کیطرف جبکا حفظاً للترتیب اول عنان رشبدیز خامۂ خوشخرام ذکر سلاطین بہمنیہ کی طرف منعطف کرتاہون جیساکہ رسم مورخان متقدمین اور متاخرین ہی غرض میری ان اوراق کے لکھنے سے بحصول درم اور دینار رنگین ہی کسواسطے کہ توجہ خاقان اعظم اور جہانبان معظم ناصرالدنیا والدین ابوالمظفر ابراہیم عادل شاہ ثانی سے میرا پائون خزانہ کے سرپر ہی بلکہ صبح وشام سانند بحر وکان کے فیضرسان ہو کر چشم احسان فلک اور انجم سے نہین رکھتا بلکہ ہمت والانہمت میری اسپر مصروف ہی کہ زبان خدیو زمان پر شکا خدمت کا کمر جان پر باندھون اور ایسی کتاب کہ جامع قضایاے تمامی ممالک ہندوستان جنت نشان ہوا ور ساتھ ایسی عبارت کے کہ پسند طبائع خاصان اور علّام علوم غریبہ اور فہام فنون فارسیہ ہو تکملہ مرقوم قلم گوہر فشان کرون **نظم** این جا دہ عروس ہفت خرگاہ + کاورونشان بہ نیمہ راہ + نازان رجہان وست درقاص + درجلوہ کشم بجلوۂ خاص + چندی اگرم امان دہد بخت + یکیک بیرم بپایۂ تخت + سازم دل ازین فسانہ سیراب + زان پیشتر کہ گیرد م خواب + اور یہ مقالہ چہرروضہ پر مشتمل ہی روضہ اول بیان مین وقائع شاہان حسن آباد گلبرگہ اور احمد آباد بیدر کہ مشہور سلاطین بہمنیہ ہین روضہ دوسرا سلاطین بیجاپور کے بیان مین جو عادل شاہیہ معروف ہین روضہ تیسرا احوال شاہان احمدنگر کی صفت مین جو نظام شاہیہ موصوف ہین روضہ چوتھا سلاطین تلنگ کے حالات مین جو قطب شاہیہ ملقب ہین روضہ پانچوان شاہان برار کی اسامی کے بیان مین جو عماد شاہیہ مشہور ہین روضہ چھٹا بیان مین اوضاع شاہان بیدر کے جو بریدشاہیہ موسوم ہین نوراللہ تعالی مضجعہم

روضۂ اول بادشاہان حسن آباد گلبرگہ اور احمد آباد بیدر کے وقایع کے بیان میں جو سلاطین بہمنیہ مشہور ہیں ناظرین بہ تمکین کی خرد خردہ دان پر پوشیدہ اور پنہان نہ رہے کہ چہرہ کشایان مرقع حکایات نے سلطان علاء الدین کانگوی بہمنی کی کیفیت خروج اور اصل و نسب میں مثل احوال ہندوستان بہت اقوال مختلفہ نقل کیے ہیں از انجملہ کچھ مشہور تر ہیں اسی کتاب میں تحریر کرتا ہوں اور طول سے مجتنب ہو کر سخن مختصر عرض کرتا ہوں القصہ بعضے اصحاب خبر یون لکھتے ہیں کہ حسن نام ایک شخص دارالخلافت دہلی میں کانگوی بہمن منجم کی ملازمت میں جو شاہزادہ محمد تغلق شاہ کے حضور میں تقرب و منزلت رکھتا تھا رہتا تھا اور نہایت فلاکت میں زمانہ بسر کرتا تھا ایک دن معاش کی تنگی سے بتنگ آ کر کانگوی سے درخواست کسی ایک شغل اور خدمت کی کی کہ ساتھ اسکے قیام کرے کانگوی بہمن نے ایک جوڑی بیل اور دو مزدور اُسے دیکر دہلی کے حوالے میں ایک زمین خراب اُسکے حوالہ کی کہ اُسمین زراعت کرے اور اُسکے حاصل سے اوقات بفراغت بسر کرے حسن نہایت اضطرار اور احتیاج سے اطاعت کر کے کاشتکاری اور قلبہ رانی کے تردد میں مشغول ہوا ناگاہ ایکدن ہل کا پھار زمین میں اٹر گیا ہلواہے نے حسن کو خبر کی حسن نے جاتے ہی اُس مقام کو کھود کر دیکھا کہ ہل کے پھارے کے نوک ایک زنجیر میں اُلجھی ہے اور وہ زنجیر ایک ظرف مسی مملو اشرفی طلائی اور طلاے نیمسکوک کی گردن میں بستہ پائی لیکن بدون اسکے کہ دست خیانت اُسپر دراز کرے اُسکو ایک چادر میں لپیٹ کر ہنگام شب کانگوی بہمن کے پاس لیگیا اور حقیقت حال معروض کی کانگوی بہمن حسن کی دیانت اور امانت پر ثناخوان ہوا اور علی الصباح یہ واقعہ اعجوبہ شاہزادہ کی سمع مبارک میں پہونچایا شہزادہ نے حسن کی کمال دیانت اور علو ہمت سے تعجب کر کے اُسے اپنے حضور طلب کیا اور اُسکے طرز خوب اور وضع مرغوب سے خوش ہوا اور اُسکا تذکرہ اپنے پدر غیاث الدین تغلق شاہ کے مسامع فیض مجامع میں پہونچایا بادشاہ نے اُسے بمرحمت خسروانہ اختصاص دیکر امیران صدہ کی سلک میں منسلک اور منتظم کیا القصہ ایکدن کانگوی بہمن نے حسن سے کہا کہ تیرے طالع کے زائچہ سے مجھے ایسا دریافت ہوتا ہے کہ تو صاحب اقبال ہووے اور حق سبحانہ تعالی کی توفیق اور تائید سے جلد موفق اور مؤید ہو کر درجۂ اعلیٰ پر فائز ہووے پس مجھسے عہد اور شرط کر کہ جو واہب بے منت تجھے دولت عظیم ارزانی فرماوے تو تو میرا نام اپنا جزو اسم کرے کہ تیرے نام کی برکت سے میرا بھی نام دفتر عالم میں دوام قبول کرے اور دفتر انشا میری اولاد کے جانب رجوع کرنا حسن نے یہ امر قبول کیا اور ابھی منزل مقصد کو کہ مراد دولت دنیوی سے ہے نہ پہونچا تھا کہ اُسکا اسم جزو نقش نگین اپنا کر کے حسن کانگوی بہمنی مشہور کیا اور کہتے ہیں کہ ایکدن حضرت شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ نے دہلی میں رنگ برنگ کا کھانا اور قسم قسم کا اطعمہ دسترخوان پر چنکر صلاے عام دی چنانچہ شاہزادہ محمد تغلق بھی اُس خوان مائدہ فیض پر حاضر ہوا اور درویشون کے خوان نعمت سے بہرہ اُٹھایا اور بعد روانگی سلطان اور تفرقہ مجلس کے حسن کانگوی بہمنی شیخ کی خانقاہ میں داخل ہوا چاہا کہ بعرض بندگی کر کے شرف ملازمت شریف سے مشرف ہووے حضرت شیخ نے عالم کشف میں احوال اُسکا دریافت کر کے زبان فیض ترجمان سے ارشاد کیا کہ سلطان رفت و سلطانی آمد اور قبل اسکے کہ کوئی شخص اُسکے آنیکی خبر معروض رکھے شیخ نے ایک خادم سے فرمایا ایک شخص کہ آثار نجابت اُسکے ناصیۂ حال سے ظاہر ہے اور دروازہ کے باہر ایستادہ ہے اُسے حاضر کر خادم اُسکی طلب کو گیا حقارت ظاہری اور لباس نامناسب سے نہ پہچانا اور حضرت کی خدمت میں واپس آ کر عرض کیا کہ وہ شخص ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ جسے حاضر لاؤن شیخ نے فرمایا کہ پھر جا کر نظر غور سے ملاحظہ کر کہ وہ ابھی موجود ہو گا خادم نے

عرض کی کہ ایک مرد مجہول بیٹھا ہے شیخ نے فرمایا اُسی کو حاضر کرکہ ظاہر مین درویش اور باطن مین شاہ ہے جب وہ
حاضر ہوا شیخ نے اُسکے حال پر نہایت توجہات اور التفات مبذول فرمائے اور احوال اُسکا استفسار کیا اور
جو دستر خوان اُٹھ گیا تھا وہ روٹی کہ اپنے افطار کیواسطے طاق مین رکھ چھوڑی تھی سر انگشت پر رکھکر اُسے دی
اور فرمایا کہ یہ چتر شاہی ہے بعد مدت مدید اور محنت بسیار تو دکن مین نصب ہوگا حسن کانکوی بہمنی کو اس بشارت
فیض اشارت سے سودا حکومت دکن کا سر مین پڑا اور منتظر وقت تھا اور چاہتا تھا کہ اُسطرف متوطن ہو کر بتدریج
گوہر مقصود ہاتھ مین لاوے یہانتک کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ اپنے عہد سلطنت مین دکن تشریف لیگیا اور اپنے
اُستاد تغلق خان کو دولت آباد کا حاکم کیا اور حکم فرمایا کہ امرا اور منصبدار جو ارادہ اسکی رفاقت کا رکھتا ہو دکن
مین توقف کرے حسن کانکوی بہمنی نے فرصت پاکر باتفاق بعضے امیران صدہ کے کہ ساتھ اُسکے خصوصیت اور آشنائی
رکھتے تھے تغلقخان کی رفاقت اختیار کرکے قریہ کوبجی اور چند قریہ دیگر پرگنہ رائے باغ سے جاگیر پائی اور اُن سنوات مین
جیساکہ قبل اسکے مذکور ہوا سلطان محمد تغلق شاہ نے امیران صدہ گجرات کے دفع فساد کے واسطے لشکر کھینچا بعد اسکو بعضے
کہ اُنمین سے ہاتھ آئے قتل کیا اور بعضون کو تعاقب کرکے اطراف وجوانب مین متفرق کیا اور بہت دکن مین پناہ لے گئے
اور جو تغلقخان اُسوقت مین حسب الفرمان بادشاہ اپنے بھائی عالم الملک کو دولت آباد مین چھوڑ کر درگاہ شاہی مین
متوجہ ہوا تھا اور امرائے دکن عالم الملک سے کچھ واسطہ اور حساب نرکھتے تھے اور مفسدون اور باغیون کے پناہ دینے مین
ملاحظہ نکرکے اپنے پاس نگاہ رکھتے تھے یہ خبر سلطان محمد تغلق شاہ کو پہونچی چاہا کہ ایک جماعت امیران صدہ دکن
کو اپنے روبرو طلب کرے اور بعضے دیگران امیران معتبر سے بجائے اُنکے دکن مین بھیجے اسواسطے احمد لاچین اور
قزلباش بیگ کو ملک علی عالم الملک کے پاس دولت آباد مین بھیجکر ایک فرمان مشتمل تاکید تمام صادر فرمایا کہ بمجرد پہونچنے
فرمان ہذا تمام امرائے صدہ دکن کو گجرات بھیجے کہ لشکر کی ضرورت ہے عالم الملک نے تعمیل کرکے نوجیون کو اُنکے حضار کے
واسطے تکابر گہ اور رایچور اور ... بلری مین بھیجا اور اُس جماعت نے جیساکہ رسم ہے سفر کے سامان کے بہانہ پانچ چھ مہینے درنگ کی
جب چار ہزار سوار مع تمام یراق دولت آباد مین پہونچے عالم الملک سے رخصت لیکر احمد لاچین کے ہمراہ گجرات کیطرف متوجہ ہوے
احمد لاچین نے عاقبت اندیشی نکرکے اُنسے طمع ادبد توقع بہت کی اور جب امید مین اُسکی ظہور مین نہ آئین باتین لایعنی زبان پر
لاکر بعضین غائبانہ کہتا تھا کہ اس جماعت سے دو گناہ بزرگ ایسے صادر ہوے کہ علت تامہ قتل ہین ایک پناہ دینا باغیان
گجرات کا اور دوسرے تاخیر اور درنگ روا رکھنا احضار حضور مین اُمیران بیگناہ یہ نغمہ جانخراش سنکر جسوقت
دره مانک گنج مین کہ سرحد دکن ہے پہونچے سب نے جمع ہو کر ایک انجمن سنواری اور آپسمین متفق ہو کر کہنے لگے کہ بادشاہ
محمد تغلق شاہ بیگناہون کو بے پرسش قتل کرتا ہے اور ہم تو دو گناہ بزرگ مین منسوب ہین جسوقت بادشاہ کے روبرو جاوینگے
فوراً بلا تحقیق جرم کہ گنہگار اور بیگناہ سے تمیز کرنا چاہیے ہمارے قتل کے بارہ مین حکم صادر فرماویگا پس مناسب یہ ہے
کہ ہم دکن سے باہر نجاوین اور مثل گوسفند دست دبابستہ اپکو قصاب کے سپرد نکرین کہ ہم مفت اور رائگان قتل ہو وین
بعد ساتھ اس قرارداد کے سرحد سے کوچ کرکے عازم مراجعت ہوے اور احمد لاچین کو کہ مقام تشدد مین آکر انکا مانع
ہوتا تھا قتل کیا اور باتفاق تمام دولت آباد مین گئے اور دکن کی خلائق کہ بادشاہ کے قتل و غضب سے جان سے تنگ
آئے تھے بعضے انکے شریک ہوے اور بعضون نے آدمی معتمد انکے پاس بھیجکر اظہار یکجہتی کی اور قصہ کا وہ آہنگ اور ضحاک کو توضیح مین آیا

یعنی فساد عظیم کہ دست تدارک اُسکے علاج سے کوتاہ تھا حادث ہوا قطعہ رعیت ز بیدادی شہریار ٭ بپیچید گردن سر انجام کار ٭ چو بیداد پیشہ بود شہریار ٭ نماند برو مملکت پائدار ٭ عماد الملک ترکمان الملقب بسرتیز نے کہ داماد سلطان محمد تغلق اور سپہ سالار برار اور خاندیس کا تھا اور ایلچپور مین استقامت رکھتا تھا جب تفرقہ اپنے لشکر کا ملاحظہ کیا اور اُسے یقین ہوا کہ جیدہ اور خلاصہ امرا خاندیس اور برار کے مردمان لشکر سے یکزبان ہوے اور درپے اُسکے تضییع اور دفع کے ہین اسواسطے توقف مین صلاح نہ دیکھی شکار کے بہانہ ایلچپور سے باہر نکل گیا اور ساتھ ایک جماعت قلیل مخصوصون اور معتمدون کے شکارکنان سلطانپور اور نندربار مین پہونچا اور امرا اسطرف کے جب اُسکے فرار پر مطلع ہوے سب متفق ہوکر مال و اسباب عماد الملک پر متصرف ہوے اور دولت آباد کا راستہ لیا اور اہل خلاف سے پیوستہ ہوکر اظہار اتحاد اور یکجہتی کیا اور مردم حصار دولت آباد نے اپنی قوت اور مکنت مردم بیرونی کے دلمین جاگزین کی انھون نے بھی ساتھ اس بلاغت کے رابطہ دوستی اور اتحاد کا بہم پہونچایا اور عالم الملک کو گرفتار کرکے قلعہ کو مع خزانہ اور اسباب تجمل حضرات مخالف کے سپرد کیا اور تین مہینے کے عرصہ مین مملکت دکن کہ ہزار طرح کا خون جگر کھاکے الغ خانی شاہ دہلی کے قبضہ تصرف سے برآمدہ ہوئی اور اُس خطہ مین کوئی مطیع اور فرمان بردار نرہا اور جب امیران صدہ مرتکب ایسے امر خطیر کے ہوے آپسمین مشورہ کرکے کہنے لگے کہ یہ امور مہمات ملکی اور مالی بے سردار اور حاکم کے صورت پذیر نہونگے شرط عقل وہ ہے کہ درمیان اپنے ایک شخص کو سریر سلطنت پر جلوہ گر کرین تو مہمات ہمارے ایک صورت اور رونق پیدا کرین نظم چو در گلشن ملک خاری نماند ٭ بگنجینہ قلعہ ماری نماند ٭ بسے گنج در دست ایشان فتاد ٭ بسا خوب اسپان تازی نژاد ٭ بگردند آنگہ یکے انجمن ٭ ہمہ نیک طبعان ثابت سخن ٭ سران جملہ گفتند بالاتفاق ٭ کہ بے شاہ سست است ہر اتفاق ٭ ہم از ما بگردد یکے مرد سر ٭ بہ بندیم ما جملہ پیشش کمر ٭ بعد از گفتگوے دراز و قیل و قال بسیار قرعہ بنام اسمعیل فتح افغان جو امراے دو ہزاری سے تھا پڑا اسواسطے کہ بڑا بھائی اُسکا ملک گل افغان اعاظم امراے سلطان محمد تغلق شاہ سے تھا اور اُس عرصہ مین مع لشکر مستعد جنگ و پیکار رہتا تھا باُمید اسکے کہ عند الحاجت اپنے بھائی کی مدد اور اعانت کریگا جمیع امراے دکن نے خواہی نخواہی اسمعیل فتح افغان کو ساتھ ناصر الدین شاہ کے مخاطب کرکے چھتر اُسکے سر پر پھرایا اور خطاب کہ درمیان افغانان متعارف ہے ایک دوسرے کے درمیان مین قسمت کیا اور ہر ایک قطعہ جاگیرات مملکت دکن پر متصرف ہوے اور فوج فراہم لانے مین مشغول ہوے اور سلطان محمد تغلق شاہ کی مخالفت مین یکدل اور یکجہت ہوے اسوقت حسن کانکوی بہمنی نے بخطاب ظفر خانی مشرف ہوکر جاگیر مکہری اور راے باغ اور مرچ اور کلہر و حسن آباد گلبرگہ سے اختصاص پایا اور بہیرون راے حاکم حصار گلبرگہ کو کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے نوکران معتبر سے تھا تہ تیغ کرکے مستقل ہوا اور نور الدین نام ایک شخص خانجہان ہوکر وہ بھی جاگیر لالقہ پر متصرف ہوا اور جو بادشاہ محمد تغلق شاہ نے گجرات مین یہ خبر سنی بسبیل استعجال دولت آباد کیطرف متوجہ ہوے اور عماد الملک ترکمان الملقب بسرتیز اور ملک گل افغان بھی مع لشکر مالوہ اُسکے شریک ہوے اور ناصر الدین شاہ تیس ہزار سوار افغان اور مغل اور راجپوت اور دکنی جمع لاکر دولت آباد کے قلعہ سے برآمد ہوکر اُس میدان مین کہ سلطان علاء الدین خلجی اور رام دیو لڑے تھے صفین آراستہ کرکے بادشاہ سے جنگ مین مشغول ہوا اور میمنہ اور میسرہ بادشاہی کو برہم اور متفرق کرکے قریب تھا کہ بادشاہ بھاگے یا دستگیر ہووے کہ دفعۃً خذلان و کفران نعمت جلوہ گیر ہوئی ولی نعمت سے مصاف کرنا مبارک نہ آیا نور الدین المخاطب بخانجہان کے

ایک تیر مقتل میں ایسا لگا کہ خانۂ زین سے زمین پر آ پڑا اور لشکر خاص کلمی کہ چھ سات ہزار تھے ایکبارگی پیٹھ دکھا کر بھاگے
اور اسوقت ناصر الدین شاہ کے علمدار پر ایسا خوف غالب ہوا کہ علم اسکے ہاتھ سے گر پڑا اور اہل معرکہ نے جب علم اپنے
مقام پر نہ دیکھا ناصر الدین شاہ کے بھاگنے پر گمان کر کے ہاتھ جنگ سے کھینچا اور چونکہ شب نزدیک تھی جنگ گاہ کے قریب فرو کش
ہوئے اور جوانوں اور بہادروں کے زخموں کے باندھنے اور ٹانکنے میں مشغول ہوئے اور سلطان محمد تغلق شاہ بھی خیمہ اور خرگاہ اُس
مقام میں جہاں جنگ واقع ہوئی تھی ایستادہ کر کے لوازم ہوشیاری اور بیداری میں مصروف ہوا اور سحر ہوتے ناصر الدین شاہ
اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب بہ ظفر خان اور جمیع سرداران دکن نے آپس میں مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ اب صلاح جنگ
صف آرائی میں نہیں ہے چاہیے کہ ناصر الدین شاہ مع اس جماعت کے کہ قلعہ کی محافظت میں کام آوے دولت آباد کے
قلعہ میں متحصن ہووے اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب ظفر خان مع بارہ ہزار اہل نبرد قلعہ گلبرگہ میں قیام کرے تو جسطرف
سے کہ لشکر بادشاہ متوجہ ہووے اسکے دفع کیواسطے اقدام کرے اور باقی امرا بجا اپنی جاگیروں پر موجود ہو کر پرگنات کی
حفاظت میں سرگرم رہیں اور ایک دوسرے کی اعانت میں آپ کو معاف اور مستعد رکھیں بعد اس قرارداد کے ابھی
نصف شب باقی تھی کہ کوچ کر کے ہر ایک نے اسطرف کہ مقصد اسکا تھا روانگی کی اور سلطان محمد تغلق شاہ نے جب علی الصباح
اُس صحرا میں اُس جماعت سے نشان نہ دیکھا عماد الملک ترکمان کو مع لشکر مستعد و جرار حسن کانکوی بہمنی المخاطب ظفر خان کے
تعاقب میں بھیجا اور خود بدولت آباد کی تسخیر میں متوجہ ہوئے اور چونکہ رمالوں اور اختر شناسوں بادشاہی نے بادشاہ سے
عرض کی تھی کہ تین روز تک شروع محاصرہ کیواسطے ساعت خوب نہیں ہے اسواسطے ان دنوں میں اہل قلعہ کے ڈرانے کیواسطے
امرائے بادشاہی افواج آراستہ کر کے قلعہ سے دور دور ایستادہ ہوئے لیکن چوتھے دن اہل قلعہ پر بنیاد جنگ ڈالکر ساباط کی
تیاری اور منجنیق نصب کرنے اور سرنگ کھودنے میں مشغول ہوئے اور روز بروز مردم اندرونی قلعہ پر کام تنگ کرتے تھے اس
درمیان میں دہلی سے خبر آئی کہ طغی نام ایک جماعت اوباش اور اجلاف اپنے پاس جمع لاکر راہ مخالفت اور طغیان سے
بعزم گجرات بتعجیل تمام روانہ ہوا ہے سلطان محمد تغلق شاہ نے جب یہ خبر سنی ایک جماعت کو دولت آباد کے محاصرہ کے
واسطے مقرر کیا اور خود گجرات کیطرف متوجہ ہوئے اور بعضے امرائے ناصر الدین شاہ کہ ناسک اور باٹودہ میں رہتے تھے
بادشاہ کی مراجعت سے واقف ہو کر دولت آباد کی سمت راہی ہوئے اور جب ہمراہ اُن امرا کے کہ قلعہ کے محاصرہ میں مشغول
تھے کچھ کام نہ کر سکے بادشاہ کا پیچھا کر کے آب نربدہ کے کنارے تک پس لشکر بادشاہی تر کتاز کر کے بہت بہت خرابیاں ظہور میں
پہونچائیں اور چند فیل خزانہ کو جسپر اشرفی اور طلا بار تھا دستیاب کر کے مراجعت کی اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب ظفر خان
اس عنایت غیبی سے شادمان اور امیدوار ہو کر امرائے اطراف کو فراہم لاکر مع بیس ہزار سوار کار گزار قلعہ احمد آباد
بیدر کی طرف کہ عماد الملک ترکمان المخاطب بسر تیز مع لشکر گران اُس مقام میں مقیم تھا روانہ ہوا اور عماد الملک
ترکمان لشکر جمع کر کے مع شوکت و عظمت تمام حسن کانکوی بہمنی کے مقابل آیا اور بیس روز طرفین نے اپنے دور خندق
کھودی لیکن کوئی جنگ میں جرأت نہ کرتا تھا یہانتک کہ راجہ مملکت تلنگ نے کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے ہاتھ سے نہایت
تنگ اور عاجز تھا کولاس سے پندرہ ہزار پیادے حسن کانکوی بہمنی المخاطب ظفر خان کی مدد کیواسطے بھیجے اور ناصر الدین شاہ
نے بھی پانچہزار سوار مع خزانہ سلطان محمد تغلق شاہ کہ دستیاب ہوا تھا اُسکی کمک کیواسطے دولت آباد سے روانہ کیے
اس صورت میں ظفر خان کے پاس ایک جمعیت عظیم بہم پہونچی پس بقصد جنگ طبل بجا کر بسرداری ملک سیف الدین غوری

سپاہ با آئین بائستہ آراستہ کیا اور اسطرف عماد الملک ترکمان کہ شجاعت اور مردانگی مین ضرب المثل زمانہ تھا
آراستگی فوج مین مستعد ہوا اور میمنہ اور میسرہ درست کرکے ظفر خان کے مقابل آیا اور ایسا مقابلہ کیا کہ چشم عقل خیرہ
اور فضائے خرد تیرہ ہوا اور صبح سے ظہر تک طرفین کے بہادر اور تہمتن مقتول اور مجروح ہوئے روئے زمین انکے خون سے لالہ زار ہوئی
اور چونکہ تقدیر ملک ملک بخش جل شانہ مقتضی اس امر کی تھی کہ حسن کانگوی بہمنی دکن کے بادشاہی پر سرفراز ہو اور خاتم بادشاہی اُس
دیار کی اُسکے زیب انگشت ہو عماد الملک ترکمان اس معرکہ مین مارا گیا اور لشکر اُسکا منہزم اور متفرق ہوا چنانچہ بعضے مفرور
قلعہ احمد آباد بیدر اور بعضے قندھار کے قلعہ مین قلعہ بند ہوئے اور کچھ لوگون نے بمحنت و مشقت تمام آپ کو شہر سندہ مین
پہونچا کر نیم جان باہر لیگئے اور ظفر خان ملک سیف الدین غوری کو دونون قلعہ کے محاصرہ کے واسطے چھوڑا اور خود مظفر و منصور
ہوکر بحشمت و شوکت موفور اور با طبل و علم سامان سلطنت کہ عماد الملک ترکمان سے بزور شمشیر لیا تھا ناصر الدین شاہ
کی امداد و غربت مین بطالع سعد دولت آباد کی سمت عازم ہوا اور وہ امرا کہ سلطان محمد تغلق شاہ کی طرف سے مع
اوس بارہ ہزار سوار اور پیادہ دولت آباد کے محاصرہ مین مشغول تھے عماد الملک ترکمان کے قتل ہونے اور اپنے ہمراہیون
کے تفرقہ اور حسن کانگوی بہمنی المخاطب ظفر خان کے پہونچنے سے خائف اور ترسان ہوکر دہلی اور گجرات کا راستہ لیا اور
ناصر الدین شاہ دولت آباد سے برآمد ہوکر ظفر خان کے استقبال کیواسطے نظام پور مین کہ چھ کوس دولت آباد سے ہے گیا
اور ملاقات کرکے چار دن اُس مقام مین قیام کیا اور جب جانا کہ حسن کانگوی بہمنی نے استقبال بدرجہ کمال پہونچایا ہے اور
اُسکی بزرگی نے دلونمین قرار پکڑا ہے اور لوگ اُسکی بادشاہی کے نہایت راغب اور مائل ہین پیشدستی کرکے جمیع امرا کو
حاضر کیا اور کہا کہ مین سزاوار اس امر عظیم کا نہین ہون اور کبرسنی اور فراغت و عشرت کی رغبت کے سبب سے
ملکداری کی پروا نہین رکھتا ہون اور اول مین نے تمھارے مکلف ہونے سے اس امر خطیر کو قبول کیا تھا اب مجھے معاف رکھو
اور یہ حمل جلیل تم دوسرے کی جانب رجوع کرو اُنھون نے جواب دیا کہ جس شخص کو آپ تجویز کرکے فرمائین اُسکا حلقۂ اطاعت
اپنے زیب گوش کرکے اُسے سریر سلطنت پر متمکن کرین ناصر الدین شاہ نے کہا کہ حسن کانگوی بہمن شاہزادہ اور آثار بزرگی و شجاعت
اُسکے ناصیہ سے ظاہر اور ہویدا ہین اور تاج و تخت کے لائق ہے القصہ یہ رائے پسندیدہ خاص و عام کو پسند آئی اور سبھون
نے اُسپر اتفاق کیا اور صدر الشریف سمرقندی اور میر محمد منجم بدخشی کو کہ امرائے صدہ دکن سے تھے اور علم نجوم اور
ریاضی سے بہرہ وافر رکھتے تھے مع منجمان ہندی کہ اس اُردو مین حاضر تھے تعین ساعت جلوس تخت مین بہت
گفتگو اور بحث واقع ہوئی اور جو منجمان براہمہ کثرت سے تھے ظفر خان نے اُنکی ساعت مجوزہ منظور کی اور بادشاہ
قطب الدین کی مسجد مین بروز ہفتہ شہر ربیع الثانی کی چوبیسوین تاریخ سنہ سات سو اڑتالیس ہجری مین تاج شاہی
اُسکے زیب سر کرکے چتر سیاہ کہ نشان خلفاء عباسی ہے تیمناً اور تبرکاً اُسکے سر پر پھرایا اور مملکت دکن کا خطبہ اُسکے
نام پڑھا کر شاہ علاء الدین حسن کانگوی بہمنی خطاب دیا اور شہر حسن آباد گلبرگہ کو فال مبارک سمجھکر حسن آباد نام رکھا
اور اُسی کو پائے تخت اختیار کیا **ابیات** بنام حسن خسروی شد تمام ۔ جہان زیر فرمان او گشت رام ۔ براورنگ
شاہی برآمد بگاہ ۔ برآورد برسر کیانی کلاہ ۔ بہ شمشیر فرمانروائی گرفت ۔ بداد و دہش بادشائی گرفت ۔
جہان از رو شد عمارت پدید ۔ بہر مملکت نام نیکش رسید ۔ بہان شہر گلبرگہ شد تختگاہ ۔ عمارت برآورد بر اوج ماہ ۔
بنام حسن شہر شد چون تمام ۔ نہادند زان حسن آباد نام ۔ اور ملا داؤد بیدری نے کتاب تاریخ تحفۃ السلاطین مین کہ

بنام و القاب بادشاہ ہنر پرور فضیلت گستر فیروز شاہ بہمنی آراستہ کے ہی یون مرقوم کیا ہی کہ صدر الشریف سمرقندی اور میر محمد منجم بدخشی بارہا مجلسون مین متاسف ہوکر کہتے تھے کہ اگر سلطان علاء الدین وہ ساعت کہ ہمنے تجویز کی تھی مرتکب امر سلطنت ہوکر خطبہ اور سکہ اپنے نام پڑھاتا بہتر تھا اور یہ خبر سلطان علاء الدین کے سمع مبارک مین پہونچی متفکر اور اندیشناک ہوا اور دونون فاضلون کو خلوت مین طلب کرکے اُنسے تاسف کا سبب استفسار فرمایا اسواسطے کہ اُسکے بھی آئینہ خاطر مین توہم کی صورت عکس پذیر ہوئی تھی کہ اُس ساعت کی تاثیر سے جو منجمان ہندی نے اختیار کی ہی کوئی نقص یا خلل میری سلطنت مین راہ پاویگا یعنی بادشاہی ملک دکن مجھپر قرار نہ پکڑیگی اسصورت مین صدر الشریف سمرقندی اور میر محمد منجم بدخشی نے اس معنی کو سمجھکر تسکین شہ بدیہا عرض کرنے لگے کہ جس امر نے خاطر شریف مین خطور کیا ہی وہ نہین ہی ہمارے تاسف کا اور سبب ہی سلطان نے پوچھا وہ کیا ہی عرض پیرا ہوئے کہ ہمین اوضاع اور اشکال اجرام فلکی سے ایسا معلوم ہوا کہ جس ساعت مین آنحضرت تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوئے ہین تاثیر اُسکی سے عدد شاہان اس دودمان کا بیس نفر کو نہ پہونچیگا اور عدد سال بھی دوسو کی نوبت نہ پہونچیگا اور جو ساعت کہ ہمنے تجویز کی تھی اُسکے حسن اثر سے سات سو برس بادشاہی اس خاندان مین رہتی اور ڈیڑھ سو نفر بادشاہ کشور گیر گیتی ستان کی اولاد و احفاد سے اورنگ سلطنت دکن پر جلوس کرتے سلطان علاء الدین حسن اس کلام کے سننے سے مطمئن ہوا صدر الشریف سمرقندی کو بدستور قدیم منصب صدارت پر اور میر محمد منجم بدخشی کو منصب قضاء عسکر پر سرفراز فرمایا مولف اس حکایت بوالعجب کا کہتا ہی کہ ایک سو ستتر سال عہد دولت آل بہمنیہ منقضی ہوا عقلا اور علماء صاحب انصاف پر صدق کلامی اُن دونون بزرگوار اور مہارت اُنکے علم نجوم کی ظاہر ہوئی اور یہ بھی کہ عدد شاہان بہمنیہ بیس نفر کو نہ پہونچا تھا کہ اس سلسلہ نے صفت اختتام قبول کی القصہ جو سلطان علاء الدین حسن امر سلطنت مین مشغول ہوا جیسا کہ سزاوار اور لائق ہی سلطنت اور جہانداری کی روز بروز دائرہ اُسکی مملکت کا وسیع ہوا آب پونہ سے قلعہ [illegible] تک اطراف کنکن اور بندر چیول اور دابل سے شہر احمد آباد بیدر تک اُسکی حوزہ تصرف مین آئے کہتے ہین سلطان علاء الدین حسن نے جسدم کہ تخت بادشاہی مملکت دکن پر قدم رکھا اول یہ حکم کہ اُسکی زبان پر جاری ہوا تھا یہ ہی کہ پانچ من طلا اور دس من نقرہ شیخ برہان الدین کی معرفت کہ دولت آباد مین رہتا تھا شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی ترویج روح کے واسطے فقرا اور مساکین کو پہونچایا اور اسمعیل فتح افغان کو امیر الامرا خطاب دیکر سپہ سالار کیا اور خطاب ناصر الدین کا اُس سے مسلوب کیا اور ملک سیف الدین غوری کو کہ نیک سرشت اور عقلمند اور سخن سنج اور مردم شناس اور قدردان تھا اور حقوق سابقہ بھی بہت رکھتا تھا امورات بادشاہی کا وکیل مطلق کیا اُسکی بیٹی مسماۃ شاہ بیگم کو اپنے بڑے بیٹے کے واسطے خواستگاری کی اور ہر ایک خدام بارگاہ گردون اشتباہ اپنے کو کہ اُسکی ہمراہی مین شریک رنج و تعب اور یکدل تھے خطابہاے مناسب عنایت فرمائے اور جاگیرات لائق سے سرفراز فرمایا اور قلعہ دولت آباد کا بہرام خان مازندرانی کے سپرد کرکے بآئین بادشاہان عالی قدر و خواقین کامگار بارادہ فائز الفتح والظفر بلدہ احسن آباد گلبرگہ مین توجہ فرمائی بیت عز و دولت بریمین و فتح و نصرت بریسار ÷ جاہ و حشمت ہمعنان و بخت و دولت ہمرکاب ÷ اور باوجود کم آبی اور بے صفائی کے جو اس موضع کو اپنے اوپر مبارک اور فرخندہ جانتا تھا پاے تخت کرکے حسن آباد نام رکھا اور ساتھ وعدہ کے وفا کرکے دفتر محاسبہ ممالک محروسہ اپنے کا کانگوی بہمن کو کہ اس عرصہ مین

سلطان محمد تغلق شاہ کے ترک ملازمت کرکے دکن مین آیا تھا اُسکی جانب رجوع فرمایا اور طغراے فرامین اور نقش نگین مین
اُسکا اسم اسطور سعادت ناجزو اسم کیا کمترین بندہ حضرت سبحانی علاء الدین حسن کانکوی بہمنی اور مشہور ہر کہ قبل اسکے براہمہ
ہند دیار ان اسلام کے عہدہ اور عمل کے گرد نہ پھرتے تھے اور قریون اور زاویون اور سواحل انہار مین انواع علم کی تحصیل
خاص علم نجوم کے کسب مین مشغول رہکر متوکلانہ زندگی کرتے تھے اور ملاقات اہل دنیا خاص مسلمانون کی مزیل حسنات جانکر
اور مفارقت ابدی تصور کرکے عہدہ اور عمل کے گرد نہ پھرتے تھے اور اگر احیاناً بعضے انمین سے بوسیلہ طبابت صحت اعراض
جسمانی اور نجوم اور وعظ اور قصہ خوانی اغراض نفسانی سے ارباب جاہ کی صحبت مین رہتے تھے اُنکے انعام اور احسان سے
مشکور اور مخصوص ہوتے تھے مگر گردن بند نوکری کا اپنی گردن مین نہ ڈالتے تھے اول جس شخص نے فرقہ براہمہ سے سلاطین اسلام
کے دور مین نوکری قبول کی کانکو پنڈت تھا اور ابتک کہ سنہ ١٠١٦ ایکہزار سولہ ہجری ہین بخلاف سائر ممالک ہند کے خصوصاً دفتر
بادشاہان دکن اور نویسندگی ولایات براہمنہ سے مرجوع ہی اور سلطان علاء الدین حسن نے حسن تدبیر اور راے صائب اور
ضرب شمشیر ناقب سے تھوڑے عرصہ مین ولایت دکن کو کہ اواخر عہد دولت بادشاہ محمد تغلق شاہ مین اُسکے امراے کے تصرف
مین تھا مسخر اور مفتوح کیا اور امراے مغل اور افغان اور راجپوت کو جو سلطان محمد تغلق شاہ کی طرف سے قلعہ بیدر اور
قندھار مین تھے لطف اور ملائمت سے مطیع اور فرمانبردار کرکے دونون حصار کو اپنے قبضہ مین لایا اور کولاس کو بھی مع مضافات
اُسکی راے ورنگل سے لیکر اُس سے محبت کا طریق مسلوک رکھا اور مسجد جامع حسن آباد گلبرگہ اور اُسکے قلعہ کو کہ مندرس ہوا تھا
ایک روز مین بناکرکے تھوڑے عرصہ مین اختتام کو پہونچائی اور سنہ ٧٥٢ سات سو باون ہجری مین جب سلطان محمد تغلق شاہ کی خبر
فوت سُنی خاطر اُسطرف سے مطمئن کرکے اپنی ترقی سلطنت کا زیادہ تر امیدوار ہوا اور قواعد دولت کے استحکام مین مشغول ہوا
اور پہلے ملک سیف الدین کی بیٹی اپنے شاہزادہ محمد کے عقد نکاح مین لاکر بادشاہان کامگار کے دستور کے موافق اُسکے سپرد کی
اور کہتے ہین ایام جشن وطوی مین کہ عروسی کیواسطے ترتیب پایا تھا ایکدن شاہزادے کی والدہ ملقب بملکہ جہان نے ایک آہ
سرد کھینچکر کہا اسوقت مین لازم ہی کہ میرے فرزند کی خالہ حاضر ہو کر جشن وطوی کی سیر کرے سلطان علاء الدین حسن نے پوچھا
کہ اُسکی خالہ کہان ہی بولی ملتان مین سکونت پذیر ہی یہ سُنکر بادشاہ نے کچھ نہ کہا اور مجلس سے اٹھا اور جیسا کہ کوئی شخص
واقف نہووے ایک جماعت کو اُس ضعیفہ کے لانے کیواسطے ملتان کیطرف بھیجا اور ارباب دخل کو حکم فرمایا کہ ایام جشن کو
دراز کرکے جسقدر زر اخراجات طوی کیواسطے درکار ہو خزانہ سے ماہ بماہ ملک سیف الدین غوری کی سرکار مین پہونچاوین
یہانتک کہ ساتوین مہینے جماعت مرسولہ شہزادہ کی خالہ کو ڈولی مین سوار کرکے حسن آباد گلبرگہ مین لائی اور سلطان علاء الدین حسن
مسرور اور محظوظ ہوکر اس بہانہ اور آوازہ سے کہ یہ ڈولی ملک سیف الدین کی ہمشیرہ کی ہی ملکہ جہان کے
پاس بھیجی اور جب اُسنے اپنی بہن کو دیکھا حیران ہوئی آخر الامر حقیقت احوال سے مطلع ہو کر شکر بادشاہ کی عنایت بغایت
کا بجا لائی پہونچایا اور اُس شاہ صاحب مروت نے جشنہاے خوب غیر مکرر کیے اور مجلسین مرغوب اُسکے واسطے برپا کر کے اُسکے
روبرو عروس کا عقد باندھکر شاہزادہ کے سپرد کیا بیت برسم کیان عقد فرزند شاہ ✤ ببستند با حور زیبا چو ماہ ✤
اور مدت بزم مین باوجود عدم استداد ایام بادشاہی دس ہزار قبا از لفت و مخمل و اطلس اور ایک ہزار گھوڑا عربی
اور عراقی بادرود و سو تنگہ اور خنجر اور شمشیر مرصع مع جواہر قیمتی امرا اور منصبداروں اور بادشاہی غلامون کو عطا فرمائے
اور ایک برس تک سامان جشن و عیش و سرور جیسا رانشہر حسن آباد گلبرگہ مین چند مقام پر منجنیقین نصب کرکے

قسم قسم کے نقل اور میوہ جات جو ہندوستان میں مشہور ہین آسپر رکھکر اہل شہر کو لوٹاتے تھے اور ہر روز شہر کے جمیع مساجد مین دیگین رنگ برنگ اطعمہ کی لیجاکر فقرا اور ضعفا پر تقسیم کرتے تھے اور جشن روز جلوس یعنی ربیع الآخر کی چوبیسوین تاریخ کو شروع ہوا اور دوسری ربیع الثانی کو ختم ہوا اور روز اختتام کو جمیع امرا اور ارکان دولت بانواع تحف و ہدایا اور جواہر و لعل قیمتی اور نقود نذران برسم پیشکش شاہ جمجاہ کے نظر فیض اثر سے گذرانکر شرف قبول سے سرفراز ہوئے اور اس سبب سے کہ ملک سیف الدین غوری کو ایک ایسی نسبت خاندان بادشاہی مین بہم پہونچی اسوجہہ سے مرتبہ اسکا زیادہ تر مرتفع ہوا اور روز نوروز مین کہ تمام علما اور فضلا اور صدور اور قضات اور اعیان حضرت کے فراہم ہونے سے ایک مجلس منعقد ہوئی تھی صدر الشریف سمرقندی اور سید احمد غزنوی مفتی نے بادشاہ کے اشارہ کے موافق ملک سیف الدین غوری کا ہاتھ پکڑکے بالاے دست اسمعیل فتح جگہ دی اور قرب اسمعیل فتح کا اس درگاہ مین اس درجہ تھا کہ روز ہاے عید اور ایام متبرکہ مین جب مجلس شاہ مین آتا تھا اسکے واسطے قیام اور تعظیم کرکے چند قدم اپنی جگہ سے استقبال کرتا اور اسوقت دیوانخانہ مین جاکر تخت پر اجلاس کرتا اور خلائق درگاہ کو بار دیتا اسواسطے کہ اسمعیل فتح نے چند روز امر بادشاہی پر قیام کیا تھا تقدم ملک سیف الدین کا بہت دشوار اور نہایت گران معلوم ہوا تخت کے قریب گیا اور لب شکایت مین کھولے اور سرشک بیطالعی سے صفحہ چہرہ بر رخان کیے سلطان علاء الدین حسن نے فرمایا کہ تو منصب امیر الامرائی اور سپہ سالاری پر مخصوص ہی اور ملک سیف الدین غوری منصب وکالت اور نیابت پر منصوب ہی پس باوجود دیکھنے مجالس پادشاہان اور جاننے قدر و منزلت خداوند ہر منصب کے تلاش برتری معنی نہین رکھتی اسمعیل فتح نے جب یہ جواب سنا تسلیم و رضا کے سوا چارہ نہ پاکر بحسب ظاہر اظہار اطاعت اور فرمانبرداری کی اور ہر روز حسب معمول بادشاہ کی مجلس مین حاضر ہوکر بکمال بشاشت اور شگفتگی ملک سیف الدین غوری سے فروتر کھڑا رہتا لیکن باطنا بادشاہ کی نسبت دل دگرگون کرکے قاصد اس امر کا ہوا کہ فرزندون اور خویشون کے اتفاق سے کہ سلک امرا مین منتظم تھے اور بعضے افغانان کبار کی اعانت سے کہ ساتھ اسکے طریق اتحاد رکھتے تھے سلطان علاء الدین حسن کو فرصت کیوقت اثناے سواری شکار مین درمیان سے دفع کرے اور بدستور قدیم امر بادشاہی کو انجام دے لیکن چونکہ تدبیر تقدیر کے موافق نہ تھی کہ بعینہ مراد کی دگرگون ہوئی یعنی بادشاہ نے اسکے اندیشہ نامصواب پر آگاہی پائی اور مجلس عظیم ترتیب دیکر جمیع امرا اور منصبداران اور سادات اور قضاۃ اور علما اور مشائخ کو حاضر کرکے اسمعیل فتح سے سبب غدر کے اندیشہ کا استفسار کیا اسنے منکر ہوکر قسمین شدید کھائین شاہ علاء الدین حسن نے حضار مجلس کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا جو شخص کہ اسمعیل فتح افغان کے وسوسہ کے باعث راہ راست سے منحرف ہوکر اسکی بیعت مین آیا ہو وہ بخوف و ہراس اداے شہادت کرے اور جو کچھہ اسمعیل فتح سے دیکھا اور سنا ہو بلا تامل اظہار کرے اسسے پوشیدہ نرکھے کہ مین اُسسے ماخوذ و معتوب نکرونگا پس ایک جماعت امرا اور منصبداران شاہی نے کہ اسمعیل فتح سے پوشیدہ دست بیعت دراز کیا تھا رہائی اپنی زندان ظلم بادشاہ سے راستی مین تصور کرکے جو کچھہ بیان واقعی تھا اسطرح سے مذکور کیا کہ سب کو یقین ہوا اور شک و شبہہ مطلق باقی نرہا بادشاہ علاء الدین حسن نے اسمعیل فتح بعد ثبوت جرم حاضران مجلس سے فتواے قتل حاصل کرکے آتش غضب افروختہ کی اور اسی مجلس مین تیغ سیاست سے اسمعیل فتح کو مقتول کیا اور قلم عفو اور ون کے جرائم اعمال پر کھینچا اسی وجہ سے انھین نہ ستایا اور زبان اسکے تجسس مین نکھولی اور گناہ اسمعیل فتح کے فرزندون اور عزیزون کا بھی دیدہ و دانستہ معاف فرمایا اور انھین حضور مین طلب کیا اور اسکے

فرزند بہادر خان کو قائم مقام کرکے منصب اُسکا ارزانی رکھا اور اُسکے جمیع عزیز و اقارب کو لطف و عنایت خاص سے
مطمئن اور محظوظ کیا اور اسمٰعیل فتح پر سیاست اور جرم نجبتی مردمان دیگر اور تعظیم و تکریم فرزندان اسمٰعیل فتح سے استقلال
اور غلبہ بادشاہ ایک درجہ سے ہزار درجہ ہوا اور محبت اُسکی خلق کے دلون مین جیسے کہ چاہیے ہے جاگزین ہوئی اور راے تلنگ
کہ ایک مدت سے اُس زمانے تک مقام سرکشی اور تمرد مین تھا اور بادشاہ بسبب امداد سابق کے کہ اُس سے وقوع مین آئی
تھی اُس سے مدارا کرتا تھا آخر وہ بھی اخلاق بادشاہی سے شرمندہ ہوا اور اخلاص اور اطاعت اظہار کی اور باج و خراج کہ
ہمیشہ شاہ دہلی کو دیتا تھا اُسقدر اپنے ذمہ واجب الادا سمجھکر خزانہ عامرہ مین داخل کیا اور جب سلطان علاء الدین حسن کا
کسیطرف کوئی دشمن اور بدخواہ باقی نرہا اُسوقت امرا اور ارکان دولت کو بلا کر ایک انجمن قرار دی اور فرمایا حق سبحانہ تعالے
جلشانہ نے مجھے دولت بیقیاس ارزانی فرمائی اور چیدہ اور خلاصہ لشکر دہلی کہ دکن کی حفاظت کیواسطے اسطرف متعین تھا
عنایت یزدانی اور توفیق ربانی سے میری ظل رایت مین فراہم اور مجتمع ہوا ہے میرے دلمین یون آتا ہے کہ یہ جماعت ہمراہ
رکاب لیکر جسطرف کہ توجہ کرونگا افواج فتح اور فیروزی دو اسبہ میرے استقبال کو دوڑیگی اسصورت مین مناسب ہے
کہ پاے استقامت رکاب عزیمت مین رکھکر جہانگیری مین مشغول ہون اور حسن آباد گلبرگہ سے اسپ خوشخرام کو جولان
کرکے اروڑی سے بیجانگر تک اور سیت بند رامیسر سے ولایت معبر تک اپنے قبض و تصرف مین لاؤن اور اُسکے بعد
گوالیار کیطرف رایات ظفر آیات کو حرکت مین لاکر عرصہ مالوہ اور خطۂ گجرات کو اپنے خطبہ اور سکہ مین بلند مرتبہ کرون
ملک سیف الدین غوری نے زمین خدمت کو بوسہ دیکر از روے دانش و بینش عرض کیا کہ ولایت کرناٹک اشجار اور انہار
سے مملو اور پُر ہے اور رطوبت بسبب ہوا پر غلبہ رکھتی ہے خصوص موسم برسات مین گھوڑے اور ہاتھی اور اونٹ اور بیل اور
جمیع حیوانات ہمارے آردو کے کہ ہواے ضد و مخالف اُس ولایت کی پرورش یافتہ ہین اُنکا اُسطرف مدتون رہنا
اور زندگانی بسر کرنا بہت دشوار ہے اور بادشاہ علاء الدین خلجی اور سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد مین دو تین مرتبہ
لشکرکشی دہور سمندر پر ہوئی تھی حیوانات صامت اور ناطق سے دس حصہ سے ایک حصہ سلامت نہ پھرے تھے
القصہ وہ ولایت اسکے لائق نہین ہے کہ بادشاہ خود بنفس نفیس اُسطرف لشکرکشی کرے صلاح دولت آئین یہ ہے
کہ امرا ایک جماعت کو کرناٹک کی سرحدون کی تسخیر کیواسطے کہ ہوا وہانکی اس ملک کی ہوا سے فی الجملہ ایک موافقت
رکھتی ہے روانہ فرمائین اور اُس حدود کے سرکش راجاؤن کو کہ اسوقت تک تحف و ہدایا اور ایلچی درگاہ گیتی پناہ مین
روانہ نہین کیے رابطہ اخلاص اور یکجہتی کا باہم نہ پہونچایا ہے ضرب شمشیر غازیان اسلام سے مطیع اور فرمان بردار کرکے
باج و خراج اُنسے لیکر خاطر اشرف اُسطرف سے مطمئن فرماوین اور چو تختگاہ دہلی ان سنوات مین کمال بیرونقی رکھتا
ہے خود بدولت باقبال و سعادت بعزم تسخیر مالوہ و گجرات و گوالیار کہ امراے صاحب وجود سے خالی ہے نہضت فرما کر
رایات جہانگیری اور اقلیم کشائی کے بلند کرین سلطان علاء الدین حسن محسن راے ملک سیف الدین پر آفرین خوان ہوا
اور عماد الملک تاشکندی اور مبارک خان لودھی کو جو امراے عظام سے تھے کرناٹک کیطرف تعین فرمایا اور اُنھون نے
آب تاولی اور بکری آبادی کفار تک جا کر تاخت اور تاراج کیا اور آگ نہب و غارت اُس قوم کے منازل اور
مساکن مین افروختہ کرکے دو لاکھ اشرفی طلائی کہ عبارت دو سو ہزار تولہ سے ہے اور جواہر و آلات و افراد مروارید
مشکاتر کہ محاسب سریع الحساب اُسکے شمار سے عاجز ہو اور دو سو فیل کوہ تمثیل اور ایک ہزار رقاص اور سازندہ وہان کے